32

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

31 اگست تا 6 ستمبر 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

اسی میں سب کا بھلا ہے

ایمان کے عملی تقاضے
سورۃ التغابن کی روشنی میں

تعلیم کی خشتِ اوّل

صلیبی جنگ مصر و فلسطین میں

نفاذ اسلام کے لئے علمائے کرام کے بائیس نکات

زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

28 رجب: یوم سقوطِ خلافت

فتنۂ مال کے نتائج

تفہیم المسائل

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

خطرناک مشن

اٹھارہویں‘ انیسویں‘ اور بیسویں صدی کے ابتدائی سات عشروں میں‘ جن مخصوص طریقوں سے امت کو سیکولرائز کیا جاتا رہا ہے‘ اب ان کے ڈھنگ اور طرز میں تبدیلی آ گئی۔ یہ تبدیلی نہایت دوررس اور خطرناک ہے۔ اس میں سب سے خطرناک رجحان اسلام پر حملہ کرنے کے بجائے اسے نہایت دقت نظر سے اندرون میں کہیں مولڈ (Mould) کرنے کا ہے۔

اسلام دشمنوں نے اس ٹرینڈ کو دو اہم حصوں میں منقسم کیا ہے۔

ایسے اہل مغرب جو اسلام کا عمیق علم رکھتے ہوں۔ دوسرے ایسے اہل اسلام جو اسلام کا عمیق علم رکھنے کے ساتھ ساتھ سیکولرائزیشن کے عمل میں ان کے ساتھ ہوں۔ یہ دونوں طبقات دو نہایت خطرناک مشن لے کر اٹھے ہیں۔

لیکن ان میں دوسرا مشن بے انتہا سنگین ہے۔ یہ طبقہ علانیہ اسلام کا مذاق اڑانے والا اور اسلامی طرزِ زندگی سے ناآشنا نہیں بلکہ اسلام کی گہری اور حیرت میں ڈال دینے والی معلومات رکھنے والا ہے۔ یہ طبقہ جزوی اور سطحی تبدیلیوں کے بجائے ایسی بنیادی تبدیلیاں لانے کا خواہشمند ہے جو پچاس سالوں کے بعد ہی سہی‘ اسلام کے قاعدے کو ہی بدل ڈالیں۔ یہ مشن سڑکوں پر نہیں بلکہ علمی اکادمیوں میں پورا کیا جا رہا ہے۔ عملی سطح پر نہیں بلکہ نظریہ سازی کی سطح پر انجام دیا جا رہا ہے۔ عالم مغرب کے کارل مارکس اور میکس ویبر کو مسلط کرنے کے طریقے کی ناکامی کے بعد اب اس بات کی کوشش ہو رہی ہے کہ خود عالم اسلام میں کارل مارکس اور میکس ویبر پیدا کیے جائیں۔ سخت محنت کا یہ تجربہ 1950ء سے تصوراتی سطح پر کیا جا رہا تھا جو 1970ء کے بعد تجربہ گاہ کی سطح پر آ گیا‘ اور اب (1996ء میں) اکادمیوں کی سطح پر انجام دیا جا رہا ہے۔ ممکن ہے کل اس کو عوامی سطح پر انجام دیا جائے۔

عالم اسلام کی اخلاقی صورتحال
اسرار عالم

سورۃ النساء

ڈاکٹر اسرار احمد

(آیات 174 تا 176)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٥﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٧٦﴾﴾

''لوگو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس دلیل (روشن) آ چکی ہے اور ہم نے (کفر اور ضلالت کا اندھیرا دور کرنے کو) تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے۔ پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس (کے دین کی رسّی) کو مضبوط پکڑے رہے' اُن کو وہ اپنی رحمت اور فضل (کی بہشتوں) میں داخل کرے گا۔ اور اپنی طرف (پہنچنے کا) سیدھا راستہ دکھائے گا۔ (اے پیغمبر ﷺ) لوگ تم سے (کلالہ کے بارے میں) حکم (اللہ) دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ اللہ کلالہ کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مر جائے جس کے اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور اُس کے بہن ہو تو اُس کو بھائی کے ترکے میں سے آدھا حصہ ملے گا۔ اور اگر بہن مر جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو اُس کے تمام مال کا وارث بھائی ہوگا اور اگر (مرنے والے بھائی کی) دو بہنیں ہوں تو دونوں کو بھائی کے ترکے سے دو تہائی۔ اور اگر بھائی اور بہن یعنی مرد اور عورتیں ملے جلے وارث ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے (یہ احکام) اللہ تم سے اس لئے بیان فرماتا ہے کہ بھٹکتے نہ پھرو۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آ چکی ہے۔ یہ اشارہ ہے قرآن حکیم کی طرف۔ تعارف قرآن کے دوران ذکر ہو چکا کہ کتاب اور اُس کے رسول حضرت محمدؐ مل کر ''بیّنہ'' ہیں' یہاں اسی کو برہان کہا گیا ہے۔

اور ہم نے تمہاری طرف نور نازل کر دیا ہے جو قرآن حکیم ہے۔ اب جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں گے' اور خالص اللہ والے بن کر اللہ کے دامن سے وابستہ ہو جائیں گے' ایسے لوگوں کو وہ صراط مستقیم پر چلائے گا اور رفتہ رفتہ اپنے خاص فضل و کرم سے اپنے جوارِ رحمت میں لے آئے گا۔

پیچھے ذکر آیا تھا کلالہ کا' جہاں کلالہ کی وراثت کے احکام بیان ہوئے تھے' اب یہاں اُن کو مزید واضح کیا جا رہا ہے۔ اے نبی ﷺ لوگ آپؐ سے کلالہ کی وضاحت چاہتے ہیں' تو آپؐ اُن کو بتا دیجئے کہ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص فوت ہو گیا اور اُس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی اُس کے والدین زندہ ہیں تو یہ شخص کلالہ ہے۔ اگر اس کی ایک بہن ہے تو اُس کی کل وراثت کا آدھا ملے گا۔ اور اگر کلالہ عورت ہے تو اس کے بھائی کو اس کی پوری وراثت ملے گی۔ پھر اگر بہنیں دو یا دو سے زائد ہوں تو وہ دو تہائی مال میں شریک ہوں گی۔ اور اگر اور بہن بھائی بھی ہوں' تو پھر بنیادی قاعدے کے مطابق ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا۔ یوں سمجھ لیجئے کہ جو حکم پہلے وہاں بیان ہوا' وہ اخیافی بہن بھائیوں کا تھا۔ اخیافی بہن بھائی وہ ہوتے ہیں جن کی ماں ایک ہو اور باپ علیحدہ ہوں۔ اسی طرح اگر اولاد کے ماں باپ ایک ہوں یا پھر مائیں علیحدہ ہوں باپ ایک ہو' تو اُن کا وہی قانون ہے جو بیٹے بیٹی کا ہے۔ یعنی جس طرح بیٹے کو بیٹی سے دوگنا ملتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے احکام واضح کئے دیتا ہے' مبادا تم گمراہ ہو جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

یہاں سورۃ النساء اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی پہلی منزل مکمل ہوئی۔

فرمانِ نبویؐ

اللہ کی دشمنی کس سے ہے؟

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيْقَ دَمَهٗ)) (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو سب میں سے بغض اور دشمنی تین قسم کے انسانوں سے ہے: ایک وہ جو (اسلام لانے کے بعد) حرم میں الحاد کی روش اختیار کرے' دوسرا وہ جو اسلام میں جاہلیت کے طور طریقوں کی پیروی کرے۔ تیسرا وہ جو کسی انسان کا خون بہانا چاہے جس کا اس کو حق نہ ہو۔''

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسی میں سب کا بھلا ہے

یہ محض اتفاق ہوسکتا ہے کہ جس روز آرمڈ فورسز جرنل پاکستان کا نقشہ بلوچستان کے بغیر شامل کرتا ہے اور آزاد بلوچستان کی جغرافیائی حدود کا تعین کرتا ہے اُسی روز بلوچستان کا اہم ترین قوم پرست لیڈر سردار شہباز خان اکبر بگٹی ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ ہم نہ قوم پرست لیڈروں پر غداری کا لیبل لگانے کے قائل ہیں اور نہ فوجی حکمرانوں کو کسی بیرونی قوت کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری اجتماعی حماقتیں منطقی نتائج مرتب کر رہی ہیں اور ہم خواہی نخواہی اُس راہ پر گامزن ہیں' یا یوں کہنا چاہیے کہ اُس سمت دھکیلے جا رہے ہیں' جو سمت ہمارے دشمنوں نے ہمارے لیے متعین کی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے وجود پر کنٹرول کھو چکے ہیں۔ ذاتی مفادات کے حصول اور قوت واقتدار کی ہوس نے ہمیں جنوں میں مبتلا کر رکھا ہے اور ہم اُس شاخ پر اندھا دھند آری چلا رہے ہیں جس پر ہم سب کا بسیرا ہے۔

پاکستان بننے کے صرف 24 سال بعد ایک فوجی جرنیل یہ کہہ کر مشرقی پاکستان پر حملہ آور ہوا کہ ہمیں بنگالیوں کی نہیں' سرزمین بنگال کی ضرورت ہے۔ لیکن اُسی بنگال کے پلٹن میدان میں ہم نے اپنے ازلی دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالے۔ یہ حقیقت ہے چاہے کتنی ہی تلخ ہو اور یہ تاریخ ہے' ہمارے فراموش کر دینے سے بدل نہیں جائے گی۔ ہمیں اِس سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیے تھا کہ عوامی قوت کے آگے بند باندھنے اور اُس کے راستے میں حائل ہونے کی بجائے ہم دلیل اور منطق سے اُس کے رخ کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے اور اگر عوامی قوت رخ تبدیل کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اُس کے راستے سے ہٹ کر اُس کی حقیقی قیادت کو ذمہ داری سونپ دی جائے۔ نتائج کبھی تباہ کن نہیں ہوں گے بلکہ مثبت نتائج مرتب ہوں گے۔ اکبر بگٹی' عطاء اللہ مینگل اور اختر مینگل بلوچستان میں اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز رہے۔ بلوچستان وہاں کا وہاں رہا۔ وہ اُسے اُٹھا کر کہیں نہیں لے گئے۔ گن پوائنٹ پر یا جعلی انتخابات کرا کے جعلی قیادت مسلط کر دینے سے وہی کچھ ہوتا ہے جو مشرقی پاکستان میں ہوا۔

ملکی مفاد یا مضبوط مرکز کا نعرہ مار کر فوجی آپریشن ماضی میں بھی تباہ کن ثابت ہوا ہے' اور اِس سے اب بھی خیر برآمد نہیں ہو سکے گی۔ فوجی جرنیل اور آمر اِس حقیقت سے خدا جانے کیوں بے خبر ہوتے ہیں کہ علاقائی مفادات ہی ملکی مفاد کی جڑ اور بنیاد بنتے ہیں اور اکائیوں کی مضبوطی ہی مرکز کی مضبوطی کا باعث بن سکتی ہے۔ یہ بے خبری بھی تباہ کن ہے اور فرد کی یہ خواہش بھی ملک وقوم کو پارہ پارہ کر دیتی ہے کہ مرکز کو مضبوط کرنے کے نام پر تمام قوت اپنی ذات میں مرتکز کر لو۔

ہم قوم پرست راہنماؤں کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بنگلہ دیش کی مثال کو اپنے سامنے نہ رکھیں۔ مشرقی پاکستان کو بھارت صرف اِس لئے بنگلہ دیش بنانا چاہتا تھا تاکہ پاکستان کی جغرافیائی اور افرادی قوت میں کمی آئے اور اصلاً یہ کہ نظریۂ پاکستان پر کاری ضرب لگائی جائے اور دوقومی نظریہ کو غلط اور غیر حقیقی ثابت کیا جا سکے' پھر یہ کہ ایک ہزار سالہ شکست کا بدلہ چکایا جا سکے۔ ہماری حماقتوں اور نادانیوں کے باعث وقت کی دونوں سپر قوتوں نے بھارت کا ساتھ دیا' وگرنہ امریکہ اور سویت یونین کے مالی یا عسکری مفادات وابستہ نہ تھے۔ لہٰذا مشرقی پاکستان کو الگ کر کے بنگالیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ بلوچستان کا معاملہ قطعی طور پر مختلف ہے۔ اِس کی معدنی دولت پر امریکہ کی للچائی ہوئی نظریں ہیں۔ بلوچستان انرجی کی شاہراہ ہے۔ ایران پر کنٹرول کرنے اور مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا میں اپنے کنٹرول میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے امریکہ بلوچستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنائے گا۔ علاوہ ازیں امریکہ کا یہ مقصد بھی ہے کہ بلوچستان پر قبضہ کر کے چین کی گرم پانیوں تک رسائی کو ناممکن بنا دے۔ امریکہ بلوچوں کی محبت میں نہ اپنے عوام کو ٹیکس کرے گا' نہ اپنے ایک فوجی کی بھی جان خطرے میں ڈالے گا۔ اُسے نیو ورلڈ آرڈر کے قیام کے لئے دنیا کے وسائل پر کنٹرول کی ضرورت ہے۔ (باقی صفحہ 17 پر)

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 32
31 اگست تا 6 ستمبر 2006ء
6 تا 12 شعبان المعظم 1427ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

چونتیسویں غزل

(بالِ جبریل، حصّہ دوم)

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی ۔۔۔ کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی!
عطّار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو ۔۔۔ کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی!
نومید نہ ہو ان سے اے رہبرِ فرزانہ ۔۔۔ کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی
اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی ۔۔۔ جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ ۔۔۔ ہو جس کی فقیری میں بُوئے اسدُ اللّٰہی!
آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی ۔۔۔ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!

1۔ اس شعر کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب عشق کی بدولت ایک شخص اپنی خودی سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اُس پر یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ میں تو بادشاہ ہوں، یعنی اپنی اصل کے لحاظ سے سب سے ارفع ہوں، اشرف المخلوقات ہوں، خلیفۃ اللہ علی الارض ہوں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب ایک شخص کو اپنی ذات کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو اُس میں اِس قدر قوت وطاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ غلامی کی زنجیریں توڑ دیتا ہے اور دنیا میں سروری اور شوکت وجلالت حاصل کر لیتا ہے۔ پہلے مطلب کی مثال اُن بزرگانِ دین کی زندگی سے مل سکتی ہے جو بوریا نشین ہونے کے باوجود بادشاہی کرتے تھے، اور دوسرے مطلب کی مثال مسلمانوں کی فتوحات میں نظر آتی ہے کہ جب اُن میں شانِ فقر پیدا ہو گئی تو ایک عالم اُن کے زیرِ نگیں ہو گیا۔

2۔ جب تک انسان کو اپنے نصب العین کے ساتھ عشق نہ ہو، زندگی میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس شعر میں اقبال خواجہ فرید الدین عطار، مولانا روم، امام رازی اور امام غزالی رحمھم اللہ جیسے صوفی فلسفیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تنہا علم زندگی کے مسائل کو سمجھنے اور اُن کو حل کرنے میں مددگار ثابت نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لیے انقلابی سوچ اور عمل درکار ہوتے ہیں، اور یہ سب کچھ معرفتِ الٰہی ہی سے حاصل ہوتا ہے، اور معرفت الٰہی ''آہِ سحر گاہی''، یعنی عشق سے حاصل ہوتی ہے۔

3۔ کم کوش: لفظی معنی تھوڑی کوشش کرنے والے، یعنی تن آسان، کاہل، سست۔ قوم کے فرزانہ دانشوروں اور رہنماؤں سے خطاب کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے نااُمید نہیں ہونا چاہیے۔ بے شک یہ عمل میں کوتاہی اور کاہلی کرتے ہیں، لیکن اِن میں حُبِ رسول ﷺ کا جذبہ ابھی تک موجود ہے۔ پس اگر آپ اِس جذبے کی صحیح تربیت کر دیں تو مسلمان عمل میں بھی سرگرم ہو سکتے ہیں۔ اِس شعر کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اے اہلِ دانش! بے شک تمہارے مقلدین تن آسان اور بے عمل ضرور ہیں۔ اِن میں پہلی سی جفاکشی باقی نہیں رہی۔ پھر بھی ان سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کہ صحیح رہنمائی پر ان میں عمل کی صلاحیت بہرحال موجود ہے۔

4۔ طائرِ لاہوتی: تصوّف میں روحانی ترقی کی آخری منزل لاہوت ہے، یعنی وہ مقام جہاں ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ گویا لاہوت کا مطلب ہے انتہائی بلند مقام۔ طائرِ لاہوتی وہ پرندہ جو رُوحانی ترقی کے بلند ترین مقام پر اُڑنے والا ہو۔ اقبال کی مُراد ہے مسلمان۔ اقبال نے مسلمان کو طائر اس لیے کہا ہے کہ مسلمان بھی اپنی حقیقت کے اعتبار سے طائر کی طرح (1) جذبِ خاک سے آزاد ہوتا ہے (2) بلند پرواز ہوتا ہے (3) ساری دنیا کو اپنا وطن سمجھتا ہے اور (4) وسیع النظر ہوتا ہے۔

شعر کا مطلب واضح ہے کہ اے مسلمان! تیرا مقصدِ حیات پرواز ہے۔ یعنی تجھے اِس عالمِ مادّی سے، طائر کی طرح اُڑ کر عالمِ لاہوت تک، ذاتِ باری تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔ لہٰذا جس رزق سے تیری پرواز میں کوتاہی یا ضعف پیدا ہو جائے، اُس سے موت اچھی ہے۔

موت کیوں بہتر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فرض کرو، زید نے وہ رزق کھانا اختیار کر لیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے مقصدِ حیات سے محروم ہو جائے گا۔ گویا اِس کا وجود اور عدم دونوں برابر ہو جائیں گے، لیکن بکر نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مر جائے گا، مگر یہ موت اُسے حصولِ مقصد کے سلسلے میں آئی ہے، اس لیے وہ اپنے مقصدِ حیات میں کامیاب ہو جائے گا۔ پس ثابت ہُوا کہ لقمۂ حرام کھانے سے موت بہتر ہے۔

5۔ دارا: ایران کا مشہور بادشاہ جسے سکندر مقدونی نے 330 ق م میں اربیلا کی جنگ میں شکست دی۔ بُوئے اسدُاللّٰہی: مُراد ہے حضرت علیؓ کی شانِ فقر۔

شعر کا مطلب واضح ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں سے وہ فقیر افضل ہے جس کی فقیری میں حضرت علیؓ کی زندگی کا رنگ جھلکتا ہو۔ واضح رہے کہ حضرت علیؓ کی زندگی اُس شانِ فقر کا بہترین نمونہ ہے جو اقبال ہر مسلمان میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی ہر تصنیف میں حضرت علیؓ کو مسلمانوں کے سامنے بطور آئیڈیل پیش کیا ہے۔ ''بانگِ درا'' کا یہ شعر اقبال کے نصب العین کا بہترین مظہر ہے:

تری خاک میں ہے اگر شرر، تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدار قوّتِ حیدریؓ

6۔ یہ شعر دراصل بوئے اسدُاللّٰہی کی تشریح ہے۔ کہتے ہیں کہ مومن کی زندگی کا قانون یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، ہمیشہ حق بات کہتا ہے اور اِس حق گوئی اور حق پرستی میں کسی سے نہیں ڈرتا ہے۔ یعنی مومن کے اندر دو خوبیاں پائی جاتی ہیں، حق گوئی اور بے باکی۔ حضرت علیؓ کی زندگی میں یہی دو خوبیاں سب سے زیادہ نمایاں ہیں۔ اقبال کی رائے میں اُن کی یہ دو بنیادی صفات شانِ فقر کی بدولت پیدا ہوئی تھیں۔ ''روباہی'' سے مراد ہے: خوشامد، مکروفریب، دھوکا اور جھوٹ، کیونکہ روباہ (لومڑی) میں یہی صفات پائی جاتی ہیں، اور اللہ کے شیروں یعنی مومنوں میں یہ صفاتِ رذیلہ مطلق نہیں پائی جاتیں۔

منبر و محراب

ایمان کے عملی تقاضے

تقویٰ‘ اطاعت اور انفاق فی سبیل اللہ

سورۃ التغابن کی آیات 16 تا 18 کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغ جناح‘ لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے 18 اگست 2006ء کے خطبۂ جمعہ کی تلخیص

آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد:

حضرات! کچھ عرصہ سے سورۃ التغابن ہمارے زیرِ مطالعہ ہے۔ اس سورت کی پندرہ آیات کے حوالہ سے گفتگو مکمل ہو چکی ہے۔ ان آیات میں ایمان‘ اس کی پرزور دعوت اور ثمرات کا بیان ہے۔ آج کی اس نشست میں ہم آخری تین آیات 16 تا 18 کا مطالعہ کریں گے‘ جن کا موضوع ہے۔ ''ایمان کے عملی تقاضے: تقویٰ‘ اطاعت اور انفاق فی سبیل اللہ''

آیت نمبر 16 کا آغاز ہوتا ہے‘ فرمایا:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ...... ﴾

''سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو''۔

تقویٰ کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟ تقویٰ کا بالعموم ترجمہ ڈرنا کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ لفظ اس کے معانی کو صحیح طور سے ادا نہیں کر سکتا۔ لغت میں تقویٰ کے معنی ہیں: ''بچنا''۔ جیسے قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

﴿ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴾

(آل عمران)

''اور (دوزخ کی) آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔''

اس آیت میں تقویٰ کا لفظ جہنم کی آگ سے ''بچنے'' کے لئے آیا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں تقویٰ سے مراد ہے‘ اللہ کی معصیت اور گناہ کے کاموں سے بچنا اور اُن تمام امور سے اپنے آپ کو روکے رکھنا جس سے اللہ نے منع کیا ہے‘ جو باتیں بھی اللہ کو ناپسند ہوں انہیں چھوڑ دینا‘ اس خیال سے کہ میرا رب مجھ سے ناراض نہ ہو۔ اس طرزِ عمل کا نام تقویٰ ہے۔

تقویٰ کی روح یہ احساس ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے‘ وہ میرے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ میرا ہر عمل اُس کی نگاہ میں ہے یہی نہیں بلکہ میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اللہ کی عدالت میں مجھ سے اس کی جوابدہی بھی ہونی ہے۔ انسان میں تقویٰ کی یہ روح ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس روح اور احساس کا حاصل ضبطِ نفس (self control) ہے۔ چنانچہ سورۃ النازعات میں فرمایا:

﴿ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ ﴾

''اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا‘ اس کا ٹھکانہ بہشت ہے‘

تقویٰ کے بہت سے تقاضے ہیں۔ سب سے پہلا تقاضا ہے کہ آدمی ہر حرام اور ممنوع کام سے باز آ جائے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ''اتقوا اللہ'' (اللہ کا تقویٰ اختیار کرو) کے حکم کو ایک کان سے سنتا ہے اور دوسرے کان سے نکال دیتا ہے۔ اُس کی نگاہ میں تقویٰ کی کوئی اہمیت نہیں۔ تقویٰ کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ ایک صاحبِ ایمان اپنی حیاتِ مستعار میں ایک ہی راستہ پر چلے‘ وہ راستہ جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا ہے۔ بندۂ مومن کے پاس اس راہ کے علاوہ کسی اور راستے پر چلنے کا آپشن ہے ہی نہیں۔ اُس نے ہر حال میں وہی کام کرنا ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے‘ اور اُس کام سے رک جانا ہے جس سے باری تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ تقویٰ کا تیسرا تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر لمحہ ایمانیات کو مستحضر رکھے۔ شعوری طور پر اس بات کا دھیان رکھے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور ایک دن آئے گا جب اس کے حضور مجھے حاضر ہونا ہے۔

قرآن حکیم میں جا بجا تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔ میرا احساس یہ ہے کہ ہم جب بھی تقویٰ کی بات سنتے ہیں تو یہ خیال کرتے ہیں کہ تقویٰ کا تقاضا ہم سے نہیں بلکہ ایک خاص طبقے سے ہے۔ یہ اُن لوگوں سے ہے جو متقی بننا چاہتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ تقویٰ اختیار کریں۔ پھر یہ کہ تقویٰ کا تعلق خاص وضع قطع سے ہے۔ چنانچہ جب بھی کوئی شخص وہ وضع قطع اختیار کرے تو متقی مانا جاتا ہے‘ خواہ اُس کا عملی رویہ اور کردار تقویٰ کے تقاضوں کے کتنا ہی منافی کیوں نہ ہو۔

یہ بات واضح ہونی چاہئے کہ تقویٰ کا تقاضا ایک خاص طبقے سے نہیں ہے‘ ہر بندۂ مومن سے ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار تقویٰ کی تاکید کی گئی ہے اور اس میں کسی خاص طبقے اور افراد کی تخصیص نہیں کی گئی‘ بلکہ یہ حکم سب لوگوں کو دیا گیا ہے۔ سورۃ الحشر میں فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (یعنی فردائے قیامت) کے لئے کیا (سامان) بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو‘ بے شک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔''

نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو جس چیز کی نصیحت کی وہ یہی تقویٰ تھا۔ فرمایا:

((اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ)) (رواہ الترمذی)

''(اے مسلمانو!) میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی تاکید کرتا ہوں۔''

پس یہ حقیقت واضح ہو جانی چاہیے کہ تقویٰ کا حکم کسی خاص شخص یا طبقہ کے لئے نہیں ہے۔ ہر صاحبِ ایمان کے لئے ہے‘ یہ آپشنل نہیں‘ لازمی ہے کیونکہ یہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ جو شخص بھی ایمانِ حقیقی کی دولت سے بہرہ ور ہو گا‘ اُس کے اندر ضرور تقویٰ کی صفت پائی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے آخرت میں کامیابی انہی لوگوں کے لئے رکھی ہے جو تقویٰ کی صفت رکھتے ہیں۔ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر فرمایا گیا کہ کامیابی اہلِ تقویٰ کے لئے ہے‘ مثلاً

''اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے‘ اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔'' (النساء: 31)

اور سورۃ القمر (آیت: 54) میں ارشاد ہوتا ہے:

''جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔''

سورۃ الحجر (آیت 45) میں فرمایا:

''جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا گیا:

''اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو‘ جس کا عرض آسمان و زمین کے برابر ہے اور جو (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔'' (آل عمران: 133)

تقویٰ آخرت کی کامیابی کی لازمی شرط ہے۔ روزِ محشر جب ہر شخص انفرادی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو گا اور کوئی کسی کے کام نہ آ سکے گا‘ تو تقویٰ ہی انسان کا کارآمد سرمایہ ہو گا۔ جس شخص نے دنیا کی چند روزہ زندگی میں تقویٰ کی روش اختیار کی‘ روزِ جزا وہ کامیاب قرار پائے گا۔ اور جو دنیا میں تقویٰ

کی صفت سے عاری رہا' وہ ناکام ہو جائے گا' خواہ اُس نے دنیا میں کتنی ہی کامیاب زندگی کیوں نہ بسر کی ہو' اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جس شخص کو جہنم کی آگ نے چھولیا' وہ تو سخت خسارے میں پڑ گیا' ناکام و نامراد ہو گیا۔ حقیقت میں کامیاب وہی شخص ہے جو اُس روز جہنم کی خوفناک آگ سے بچالیا جائے گا۔ چنانچہ قرآن عزیز کہتا ہے:

''تو جو شخص آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہو گیا' اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔'' (آل عمران:185)

معلوم ہوا کہ تقویٰ اختیاری چیز نہیں کہ اگر کسی نے اِس صفت کو اختیار کر لیا تو اُس کے درجات بلند ہو جائیں گے' اگر نہیں کیا تو بھی جہنم سے بچ جائے گا' بلکہ نجات کی شرط ہے۔ اِس کے بغیر جنت نہیں ملے گی۔ قرآن حکیم میں اہلِ جنت کا ایک قول نقل کیا گیا ہے۔ اہل جنت' جنت میں بیٹھے ایک دوسرے سے سوال کریں گے کہ تمہارا کون سا عمل تھا جو اللہ تعالیٰ کو پسند آیا اور تم جنت کے حق دار قرار پائے تو اِس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ:

''کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر میں (اللہ سے) ڈرتے رہتے تھے'' (الطور:26)

تقویٰ جہاں فرد کی اُخروی نجات کا ذریعہ ہے وہاں دنیا میں امت مسلمہ کی سربلندی کا راز بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں سے وعدہ ہے کہ:

''اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن صادق ہو تو تم ہی سربلند رہو گے۔''

(آل عمران:139)

مسلمانوں سے یہ وعدہ انفرادی حیثیت میں نہیں بلکہ بحیثیت ملت کے ہے۔ چنانچہ جب بھی ملت اسلامیہ مجموعی طور پر ایمان اور تقویٰ کے معیار پر پورا اترے گی' تو اللہ تعالیٰ اپنا یہ وعدہ پورا کرے گا' اور مسلمان دنیا میں غالب اور سربلند ہوں گے' انہیں عزت و اختیار اور غلبہ حاصل ہو گا۔ اہل ایمان سے یہی وعدہ سورۃ النور میں بھی کیا گیا ہے۔ فرمایا:

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے' ان سے اللہ کا عدہ ہے کہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا۔'' (آیت:55)

آج امت کی عملی صورتحال یہ ہے کہ اس کی اکثریت ایمان کے عملی تقاضوں کو فراموش کیے ہوئے ہے۔ مسلمان تقویٰ کی صفت سے عاری ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ جہاں ایک طرف وہ ذلت اور پستی کا شکار ہے وہاں دوسری طرف مسلم معاشرے امن و امان' عدل و انصاف اور دیانت اور امانت کی نعمت سے محروم ہو چکے ہیں۔ پورے عالم اسلام سے قطع نظر اگر مملکت خداداد پاکستان پر نگاہ ڈالی جائے تو صورت حال واضح ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں غالب اکثریت میں مسلمان بستے ہیں۔ سب لوگ اللہ کو مانتے ہیں' رسول ﷺ کو نبی برحق تسلیم کرتے ہیں' اور روزِ جزا اور محاسبہ اُخروی پر یقین رکھتے ہیں مگر عملی انحطاط کا یہ عالم ہے کہ ایمان کے تقاضوں سے یکسر غافل ہیں۔ اِس کا نتیجہ ہے کہ یہ ملک آج دنیا کے کرپٹ ترین ممالک کی فہرست میں شامل ہے۔ یہاں ہر شعبہ زندگی میں کرپشن اور بددیانتی کا راج ہے۔ سیاست' بیوروکریسی' تجارت' صحافت' الغرض وہ کون سا شعبہ ہے جو کرپشن کے اثرات بد سے محفوظ ہے۔ حد یہ ہے کہ طب وصحت کا شعبہ بھی کرپشن سے تباہ حال ہے۔ انسانی صحت سے کھیلنے کا گھناؤنا کاروبار جاری ہے۔ دوائیں بھی ملاوٹ سے پاک نہیں۔ امن امان پر نگاہ ڈالی جائے تو اس کی صورت حال بھی انتہائی ناگفتہ بہ دکھائی دیتی ہے۔ انسانی جان کا تقدس اور احترام دلوں سے اُٹھ چکا ہے۔ خود غرضی اور ہوس زر نے انسانیت کا درس بھلا دیا ہے۔ روپے پیسے کے معمولی لین دین پر قتل کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ معاشرے عدل و انصاف کی بنیاد پر قائم رہتے ہیں' مگر ہمارے ہاں عدل و انصاف خواب بن چکا ہے۔ ایوان ہائے انصاف سے انصاف ملتا نہیں' خریدا جاتا ہے۔ الغرض ملک کا ہر ادارہ تباہی کا شکار ہے۔

ذرا سوچیے' اگر افراد معاشرہ میں تقویٰ اور خدا خوفی پیدا ہو جائے' تو قومی خزانے کی لوٹ کھسوٹ کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر آخرت کی جوابدہی کا احساس پیدا ہو جائے تو معمولی معمولی باتوں پر قتل کے واقعات کیونکر پیش آ سکتے ہیں۔ اگر اللہ کا خوف دلوں میں گھر کر جائے' تو انصاف کے منافی فیصلے کیسے ہو سکتے ہیں۔ جہنم کی آگ کا خوف اگر موجود ہو تو کون ہے جو ملاوٹ' رشوت خوری اور سودی لین دین کا دھندہ کرے۔ صاف ظاہر ہے کہ سماج میں پائی جانے والی ہر قسم کی برائی' گناہ اور ظلم وعدوان کا بنیادی سبب تقویٰ کا نہ ہونا اور لوگوں کے دلوں سے اِس احساس کا اُٹھ جانا ہے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ایک دن ہمیں اُس کے آگے پیش ہونا ہے اور اپنے تمام اعمال کا حساب دینا ہے۔

ایمان کا دوسرا تقاضا سمع وطاعت ہے۔ چنانچہ آیت کے اگلے حصے میں اِس کا حکم بایں الفاظ دیا گیا:

﴿وَاسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا ......﴾

''اور سنو اور طاعت کرو۔''

سمع و طاعت دین کی ایک اہم اصطلاح ہے۔ ایک اعتبار سے یہ بھی تقویٰ ہی کی تشریح ہے۔ تقویٰ میں سلبی پہلو غالب ہے' یعنی برائی اور گناہ سے رک جانا' باز آ جانا اور نافرمانی سے بچنا۔ اور اطاعت میں ایجابی پہلو ہے' یعنی آگے بڑھ کر دلی آمادگی کے ساتھ اللہ اور اُس کے رسول کا ہر حکم ماننا۔ "**واسمعوو اطیعوا**" کا حکم دے کر مسلمانوں پر واضح کر دیا گیا کہ اگر تم اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہو تو پھر ہر وہ حکم بجا لاؤ جو تمہیں دیا گیا اور تمام دینی فرائض اور واجبات کی ادائیگی کے لئے کمربستہ ہو جاؤ جو قرآن وسنت نے مقرر کئے ہیں۔

سمع وطاعت کے ضمن میں اہم سوال یہ ہے کہ ہمیں کس کا حکم سننا اور ماننا ہے؟ قرآن مجید جا بجا اِس کی وضاحت کرتا ہے۔ فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ ﴿۵۹﴾ ﴾ (النساء)

پریس ریلیز

25 اگست 2006ء

حقوق نسواں بل کا مقصد نام نہاد اِسلامی دانشوروں کی مغرب نواز تجاویز کو عملی جامہ پہنانا ہے

حافظ عاکف سعید

حقوق نسواں بل کا مقصد نام نہاد اِسلامی دانشوروں کی مغرب نواز تجاویز کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کہی' جو مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اِسلامی نظریاتی کونسل میں موجود دانشوروں کو عوام کی حمایت حاصل نہیں۔ یہ لوگ سنت کی آئینی حیثیت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ امیر تنظیم نے کہا کہ یہ دانشور دراصل غلام احمد پرویز کے سلسلہ کی کڑی ہے۔ تمام اہلسنت والجماعت کے نزدیک یہ طبقہ گمراہ ہے۔ حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ حقوق نسواں کا بل مسلمہ مستند علماء کے حوالے کرتی جن کی بات عوام میں تسلیم بھی کی جاتی ہے۔ اُنہوں نے حکمرانوں پر واضح کیا کہ عورتوں کے حقوق کی حفاظت سب سے زیادہ دین اسلام ہی کرتا ہے۔ اسلام ہی عورت کو اُس کا وقار عطا کرتا ہے۔ قبل ازیں امیر تنظیم نے سورۃ المنافقون کی روشنی میں منافقت کی حقیقت کو بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ دین کے عملی تقاضوں سے گریز کا نتیجہ نفاق ہے۔ منافقت اندر ہی اندر انسان کے ایمان کو چاٹ جاتی ہے۔ منافقت کا سب سے بڑا سبب دنیا کی محبت ہے۔ جس طرح قولی اعتبار سے ایمان کی ضد کفر ہے' اس طرح معنوی اعتبار سے ایمان کی ضد منافقت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار تھا اور موجودہ زمانے میں نام نہاد اسلامی دانشور اور مسلمان حکمران منافقوں کے سردار ہیں' لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان اور نیک اعمال کا جائزہ لیتا رہے تا کہ منافقت کے بیج کو اندر ہی اندر پرورش پانے کا موقع نہ ملے۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

"مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور ان کی جو تم میں سے صاحبِ حکومت ہیں۔"

جب اللہ کو رب مان لیا اور اللہ کے رسول ﷺ کو اس کا نمائندہ تسلیم کر لیا' اب اللہ اور اس کے رسول کا ہر حکم واجب التعمیل ہے۔ اطاعت کی راہ میں اب نفس امارہ اور عقل عیار آڑے نہیں آنی چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت مطلق ہے۔ یہ خیال کہ رسول ﷺ کی اطاعت اپنے دور کے لئے تھی' ہرگز درست نہیں۔ یہ کھلی گمراہی ہے۔

موجودہ دور میں منظم سازش کے تحت انکارِ سنت کا فتنہ عام کیا جا رہا ہے۔ رسول ﷺ کی اطاعت سے پہلوتہی کی راہیں کی تلاش کی جا رہی ہیں۔ نام نہاد دانشور حدیث رسول ﷺ میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں' حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ جمع تدوین حدیث کا کام انتہائی تحقیق کے بعد پایہ تکمیل تک پہنچا ہے۔ محدثین نے ایک ایک راوی کے حالات زندگی' کردار اور حافظہ پر تحقیق کی اور پھر اسی کے بعد ہر ہر حدیث کا درجہ اور مقام متعین کیا۔ بلاشبہ حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔ قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ حدیث اور سنت رسول ﷺ اسلام اور شریعت کا بنیادی ماخذ ہے۔

جو لوگ حدیث رسول ﷺ میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں وہ دراصل اسلام کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ وہ اُن طاقتوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں جو اسلام کے بخیے ادھیڑ دینا چاہتی ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اسلام دشمن طاقتیں سپورٹ کر رہی ہیں۔ امریکی تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ میں سفارش کی گئی کہ چونکہ یہ لوگ امریکہ کے ہی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں' امریکہ جس شیطانی تہذیب کو دنیا پر مسلط کرنا چاہتا ہے یہ اسی کو آگے بڑھا رہے ہیں' لہٰذا انہیں پروموٹ کیا جائے' تاکہ اسلام کا ایسا ایڈیشن تیار ہو سکے جو مغرب کی شیطانی تہذیب کے ساتھ ساتھ سازگاری اختیار کر سکے اور اُس کے لئے کسی قسم کا خطرہ نہ رہے۔

یاد رکھیے! رسول ﷺ کی اطاعت مطلق ہے' اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ رسول ﷺ کی اطاعت حقیقت میں اللہ کی ہی اطاعت ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ...... ﴾
(النساء)

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے حقیقت میں اللہ کی اطاعت کی"

قرآن حکیم میں اس بات کی وضاحت بھی کی گئی ہے کہ رسول ﷺ اپنی طرف سے کسی بات کا حکم نہیں دیتے بلکہ وہی فرماتے ہیں جس کا اللہ انہیں حکم دیتا ہے۔ قرآن عزیز کہتا ہے:

﴿ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ ﴾
(النجم)

"اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے۔ یہ (قرآن) تو حکم اللہ ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔"

ذرا سوچیے! جب اللہ تعالیٰ خود رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے تو پھر آپ کی اطاعت سے روگردانی کی گنجائش کہاں باقی رہتی ہے۔ جو لوگ اطاعت رسول کے خدائی حکم کو چیلنج کرتے ہیں وہ حقیقت میں قرآن مجید کا انکار کرتے ہیں' اور وہ رسول ﷺ کے بلند مقام کو گھٹانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

سمع و طاعت کے حوالے سے یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ اسلام جس اطاعت کا تقاضا کرتا ہے وہ جزوی نہیں' کلی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم نماز روزے کی حد تک تو اللہ اور اُس کے رسول کی بات مانیں مگر اپنی معاشرت' معیشت اور سیاست میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کی چنداں پروا نہ کریں' شاہراہِ زندگی پر چلتے ہوئے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا خیال ہی نہ رکھیں۔ اس قسم کا طرزِ عمل اطاعت نہیں بلکہ دین کے حصے بخرے کر دینے کے مترادف ہے' اور قرآن حکیم نے اس پر دنیا اور آخرت میں سخت سزا کی وعید سنائی ہے۔ فرمایا:

"(یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتاب (اللہ) کے بعض احکام کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کئے دیتے ہو۔ تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں۔ اور جو کام تم کرتے ہو اللہ ان سے غافل نہیں۔" (البقرہ:85)

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ایک اطاعت اور بھی ہے اور وہ اصحاب امر کی اطاعت ہے۔ مگر مسلمان حکمران یا امیر المومنین کی اطاعت مطلق نہیں بلکہ مشروط ہے۔ اگر خلیفۂ وقت اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے کوئی حکم دے تو اُس کی اطاعت ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔ اگر وہ اطاعت نہیں کرتا تو گناہ گار ہے۔ لیکن اگر خلیفۃ المسلمین کا کوئی حکم اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہے تو پھر نہ اُس کی سمع جائز ہوگی' نہ اطاعت۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان پر ہر معاملے میں' خواہ اُسے پسند ہو یا ناپسند (اپنے خلیفہ کی) کی سمع اور طاعت لازم ہے' سوائے اس کے کہ اُسے گناہ کا حکم دیا جائے۔ پس جب اُسے کسی گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سمع ہے اور نہ طاعت۔" (رواہ البخاری)

موجودہ صورتحال یہ ہے کہ مسلمان حکمران بجائے اس کے کہ اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اسلامی نظام نافذ کرتے اور کتاب و سنت کے قانون کی بالادستی قائم کرتے' وہ حزب الشیطان کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں اور شیطانی قوتوں کے ایجنڈے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اسلامی نظام سے پہلوتہی کے اسی جرم میں حکمرانوں کے ساتھ ساتھ عام مسلمان بھی شریک ہیں' کیونکہ انہوں نے بھی دین کو پس پشت ڈال رکھا ہے اور سیکولر نظاموں کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں۔

ایمان کے تقاضے کے طور پر جو آخری بات اس سورت میں بیان کی گئی ہے وہ ہے انفاق فی سبیل اللہ۔ فرمایا:

﴿ وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾

"اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔"

یعنی یہ مال و دولت جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہے' فتنہ اور آزمائش ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تمہیں آزما رہا ہے۔ کہ آیا تم اُس کا شکر ادا کرتے ہو یا ناشکری کی روش اختیار کرتے ہو۔ مال و دولت کی حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر اللہ نے تمہیں زیادہ مال و دولت عطا کیا ہے' تو تمہاری یہ ذمہ داری ہے' اُسے اپنے اڑوس پڑوس اور رشتہ داروں میں سے اُن لوگوں پر خرچ کرو جو محتاج ہیں اور بنیادی ضروریات زندگی سے محروم ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انفاق کی ایک اہم مد ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لئے اپنا مال خرچ کیا جائے۔

انفاق کے بہت سے فوائد ہیں۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس سے انسان کا تزکیہ ہوتا ہے۔ وہ جتنا زیادہ انفاق کرتا ہے' اسی قدر اس کی دنیا سے محبت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور جو شخص دنیا کی محبت اور جی کے لالچ سے بچا لیا جائے وہی کامیاب ہے۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ آدمی جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کا کئی گنا اجر اُسے آخرت میں عطا فرمائے گا۔ مزید براں انفاق کی برکت سے چھوٹی موٹی لغزشیں معاف کر دے گا۔ چنانچہ آگے فرمایا گیا:

﴿ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ ۝ ﴾

"اگر تم اللہ کو (اخلاص اور نیت) نیک (سے) قرض دو گے تو وہ تم کو اس کا دو چند دے گا اور گناہ بھی معاف کرے گا اور اللہ قدر شناس اور بردبار ہے۔"

اللہ کی ذات کس قدر مہربان ہے۔ انسان کو مال و دولت سے نوازتا ہے مگر جب انسان اُسی کے دیئے ہوئے مال میں سے اُس کی راہ میں خرچ کرے تو اُسے اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے۔ پھر یہ نوید بھی سناتا ہے کہ وہ اِس قرض کو بڑھاتا رہے گا۔ اے لوگو! تم اُس کی راہ میں خرچ کرو' اُس کے دین کے لئے انفاق کرو' پھر دیکھو تمہیں کیا خوب صلہ ملتا ہے۔ بے شک اللہ بہت قدر دان ہے۔ اور وہ حلیم بھی ہے کہ تمہاری چھوٹی موٹی لغزشوں پر نہیں پکڑ رہا۔ تمہیں اپنے طرزِ عمل کو درست کرنے کا موقع عطا فرماتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ﴾
(التغابن)

"پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا غالب اور حکمت والا ہے۔"

یعنی اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ وہ تمہارے چھپے اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ وہ علیم بذات الصدور ہے۔ وہ تمہارے تمام احوال سے آگاہ ہے۔ وہ العزیز ہے۔ وہ سب پر چھایا ہوا ہے۔ اُس کا اقتدار تمام کائنات میں جاری و ساری ہے اور کمال حکمت والا بھی ہے۔ اُس کے تمام فیصلے حکمت پر مبنی ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: محبوب الحق عاجز)

تعلیم کی خشتِ اوّل

عتیق الرحمٰن صدیقی

قومی تعلیمی کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں ایک دانشور نے مشورہ دیا ہے کہ اسلامیات کا مضمون بچوں کو پانچویں جماعت کے بعد پڑھایا جائے۔ اس درجے سے پہلے تعلیمی درجوں میں بچوں کو انسانیت اور اخلاقیات کی تعلیم دینے پر توجہ دی جائے۔ اور اس کی توجیہہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''انسانیت سکھائے بغیر مذہبی تعلیم دینا شدت پسندی اور دہشت گردی کی طرف بھی لے جاسکتا ہے۔ ہمارے ہاں پانچ سال کے بچے کو مذہبی تعلیم کی نذر کر دیا جاتا ہے..... مذہب کی تعلیم باعث انتشار بن رہی ہے۔'' (روزنامہ ''جنگ'')

نہ معلوم ہمیں اپنی تعلیمی پالیسی تشکیل دیتے وقت سنہ عیسوی کے آغاز سے برسوں پہلے یونانی فلسفی اور مفکرین کیوں یاد آجاتے ہیں اور اپنی تاریخ کو ہم کیوں تاریکیوں کے پردوں میں دھکیل دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اخلاقیات کے بغیر ایمانیات بھی ممکن نہیں۔ قابل غور امر یہ ہے کہ کیا ایمانیات کے بغیر اسلامی اخلاقیات کا تصور ممکن ہے۔ اہل سپارٹا اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم نہیں دیتے تھے بلکہ ہومر کی نظمیں یاد کراتے تھے۔ بچے اپنے بزرگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور ان کی نصیحت اور گفتگو سنتے تھے۔ اس طرح اخلاقی تعلیم عملی طور پر دی جاتی تھی۔ ہمارے ان ماہرین تعلیم اور ارباب اختیار کو اہل سپارٹا کی یہ ادا پسند آئی ہے۔ حالانکہ اس کے مقابلے میں یونان کی دوسری شہری مملکت ایتھنز میں بچوں کو سات سال کی عمر تک گھر پر تعلیم دی جاتی تھی اور انہیں گیت، نظمیں اور دیوتاؤں کے قصے کہانیاں سنا کر جمالیاتی ذوق ابھارا جاتا تھا۔ گھر کی تعلیم کے بعد والدین بچوں کو سکول بھیجتے تھے۔ ان کی اخلاقی نگرانی کے لئے غلام مامور ہوتا تھا' جسے پیڈاگوگ کہا جاتا تھا۔ اہل ایتھنز بچوں کو جنگ اور امن دونوں کی تعلیم دیتے تھے۔ ورزشی کھیلوں کا اہتمام کر کے بچوں کو اخلاقی تعلیم دی جاتی تھی اور ساتھ ساتھ روحانی اور ذہنی تعلیم کا انتظام کیا جاتا تھا۔ اوّل الذکر ایک ملٹری حکومت تھی اور ثانی الذکر اس سے ذرا مختلف اور اس میں ایک متوازن شخصیت کی تعمیر کے لئے ذہنی' جسمانی' روحانی اور اخلاقی تعلیم کا اہتمام موجود تھا۔

ہمارے ہاں کے جدت پسند اہل علم بھی اہل سپارٹا اور دوسرے یونانی مفکرین کے نقش قدم پر چل کر ابتدائی دو جماعتوں میں اخلاقیات کی تعلیم پر مشتمل نصابی کتب تیار کرانا چاہتے ہیں۔ اگر ہم پہلے سے تیار شدہ اسلامیات کی درسی کتابوں پر نگاہ دوڑائیں تو ان میں اخلاقیات کی تعلیم موجود ہے' اخلاقیات کی حیثیت مسلمہ ہے اور ان کی توضیح مذکورہ کتابوں میں اسوۂ رسول ﷺ اور اسوۂ صحابہؓ کی روشنی میں کی گئی ہے۔ صداقت' امانت' حق گوئی و بے باکی' ایثار' قربانی' سخاوت اور اسی طرح رذائل اخلاق کے ضمن میں جھوٹ' چوری' غیبت' بہتان وغیرہ امور کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے تناظر میں واضح کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ناظرۂ قرآن اور حفظ و تجوید کا عمل بھی جاری رہا ہے۔ برسوں سے یہ تسلسل قائم ہے اور تدریس کے دوران کوئی ایسی دشواری لاحق نہیں ہوئی کہ ہم کسی حصہ کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں اور ہمارے مطالعہ کے مطابق ان کتابوں میں فرقہ واریت کا کوئی پہلو بھی موجود نہیں بلکہ اسلامیات کا یہ نصاب تمام مکاتب فکر کے علماء نے متفقہ طور پر بھی تیار کیا ہے۔ کسی ایک واقعہ کو بنیاد بنا کر نصاب کو ریوائز کرنا درست طرز عمل نہیں' اگر کسی کتاب میں نماز کا کوئی ایک طریقہ درج ہو تو ایک جملہ بڑھا کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ دوسرے مسالک کے اساتذہ اور طلبہ اپنے اپنے طریقوں کے پابند ہوں گے۔

اپنی راہ بدلتے رہنا دانائی نہیں۔ بچے کی شخصیت کی تشکیل اپنی ہی اقدار کے مطابق کرنے سے شناخت برقرار رہتی ہے۔ پہلے ہی قدم پر لڑکھڑانے سے بات بنتی نہیں' بگڑ جاتی ہے

دور نبوی ﷺ خلافت راشدہ اور اموی و عباسی دور میں قرآن کی تعلیم کو دینی شعار کے طور پر تسلیم کیا گیا اور یہ سوچا گیا کہ بچوں کی آنکھ جب قرآن پر کھلے گی تو مابعد کی تعلیم کے لئے قرآن پاک کی تعلیم اصل بنیاد بنے گی اور تمام علوم کی عمارت اسی بنیاد پر اٹھے گی۔ بچپن کی تعلیم بہت راسخ ہوتی ہے اور آئندہ تعلیم کے لئے سنگِ بنیاد کا کام دیتی ہے۔ بلاشبہ بچپن میں علم سیکھنا پتھر پر نقش اور بڑھاپے میں پانی پر نقش کے مترادف ہے۔ بچپن کے نقوش بڑے گہرے ہوتے ہیں اور وہ لوحِ دل پر مرتسم ہو جاتے ہیں۔ اس معصوم دور میں دی جانے والی تعلیم انسان کی شخصیت کا مستقل حصہ بن جاتی ہے۔ امام غزالیؒ کے نزدیک بھی تعلیم کا مقصد تشکیل و تکمیل اخلاق ہے' مگر امام صاحب نے عقیدے کی پختگی پر زور دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ عقل فعال کو نشوونما دینے کے لیے عقیدہ کی پختگی پہلی شرط ہے۔ اس لیے بچہ میں شروع ہی سے ایمان کی پختگی اور عمل صالح کی عادت ڈالی جائے تاکہ وہ نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت کرے۔ ماہرین نفسیات نے بھی ابتدائی بچپن کو بہت اہمیت دی ہے اور اوائل عمر میں بہتر تعلیم و تربیت میسر کیے جانے پر زور دیا ہے اور نفسیاتی اصول اپنا کر تدریس کرنے کی ہدایت کی ہے۔

ایک مسلم معاشرے میں تشکیل ذات کے مراحل میں صورت گری کرتے وقت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ نومولود کے کان اللہ کے نام اور اس کی بڑائی سے متعارف ہوں۔ ظاہر ہے کہ بچہ پیدائش کے موقع پر فہم سے تو بہرہ مند نہیں ہوتا' البتہ آواز کا ادراک ضرور رکھتا ہے۔ ابتدائی ساعتوں میں مقصود بھی یہی ہے۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کو ان کے کانوں میں اذان دیتے ہوئے سنا' حضرت حسینؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ بوقت پیدائش اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچے کو اٹھرا کی بیماری تکلیف نہ دے گی۔ حافظ ابن قیمؒ اذان و اقامت کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کی آواز پہنچے اور جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد داخل اسلام ہو گا اس کی روز پیدائش سے تلقین کی جائے' جس طرح مرنے کے وقت اسے کلمہ توحید کی تلقین کی جاتی ہے۔ اذان و اقامت کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان جو گھات میں بیٹھا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی انسان کو آزمائش میں مبتلا کر دے' اذان سنتے ہی بھاگ جاتا ہے۔ اور شیطان کی دعوت سے پہلے بچے کو اسلام اور عبادت الٰہی کی دعوت دے دی جاتی ہے۔'' (تحفۃ الودود فی احکام المولود)

ہم دیکھتے ہیں کہ مائیں بچوں کو ''اللہ ہو' اللہ ہو'' کی لوریاں دے کر سلاتی ہیں اور انہیں ذرا سی گزند پہنچنے پر بسم اللہ' بسم اللہ کہتی ہیں۔ جس معاشرے کی اٹھان کا یہ عالم ہو' وہاں یہ بے جواز فیصلہ کیا معنی رکھتا ہے کہ بچوں کو تیسری جماعت سے اسلامیات پڑھائی جائے۔ راقم کا یہ مشاہدہ بھی ہے اور تجربہ بھی کہ ابتدائی سالوں میں بچوں میں یاد کرنے اور یاد رکھنے کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ مل کر نظمیں پڑھنے اور آیات کی تلاوت کرنے میں ایک گونہ مسرت محسوس کرتے ہیں' بلکہ لے اور سُر میں پڑھتے ہوئے ان کی خوشی دوچند ہو جاتی ہے۔ اگر اس مرحلے میں انہیں کلمہ طیبہ' تسمیہ' تعوذ' فاتحہ اور دوسری آیات یاد کروادی جائیں' بعض چھوٹی آیات کا ترجمہ یاد کرا دیا جائے تو بعد کے دنوں میں انہیں اس سے خاصا فائدہ ہوتا ہے اور فہم کے ارتقاء کے ساتھ اس کے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ استاد کی شخصیت اور اس کا رُخِ کردار اس میں مزید رنگ بھرتا ہے۔ اپنی راہ بدلتے رہنا دانائی نہیں۔ بچے کی شخصیت کی تشکیل اپنی ہی اقدار کے مطابق کرنے سے شناخت برقرار رہتی ہے۔ پہلے ہی قدم پر لڑکھڑانے سے بات بنتی نہیں' بگڑ جاتی ہے۔

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

نفاذِ اسلام کے لیے علمائے کرام کے بائیس نکات

پاکستان کا قیام اسلامی نظریہ کی بنیاد پر عمل میں آیا۔ بانیٔ پاکستان اور مسلم لیگ نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ پاکستان ایک ایسی ریاست ہوگی جس کی بنیاد معاشرتی عدل کے اسلامی اصولوں پر رکھی جائے گی۔ مگر افسوس قیامِ پاکستان کے بعد 59 برس گزر چکے ہیں' یہ خواب اپنی تعبیر نہ پاسکا۔ آج تو حالت یہ ہے کہ حکمران آئین میں موجود رہی سہی ''اسلامیت'' کو کھرچنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ اندریں حالات ضرورت اس بات کی ہے کہ حکمرانوں کو یاد دلایا جائے کہ پاکستان کی منزل اسلام اور اسلامی نظام ہے اور اسلام کی بھی وہی تعبیر معتبر ہے جس پر تمام مکاتبِ فکر کے جید علمائے کرام کا اتفاق ہے نہ کہ ایسے نام نہاد دانشوروں کے افکار جو اسلامی تعبیرات کی آڑ میں معاشرے میں اباحیت' جنسی بے راہ روی اور لبرل ازم کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اِس سلسلے میں مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے جید علمائے کرام کے تاریخی بائیس نکات پیش کیے جا رہے ہیں جو انہوں 1951ء میں آئین کی تشکیل کے لئے متفقہ طور پر مرتب کئے تھے۔ ان نکات سے مقتدر اور سیکولر حضرات کے اِس پروپیگنڈا کی قلعی کھل جاتی ہے کہ کس کا اسلام نافذ کریں' شیعہ' سنی' بریلوی یا دیوبندی وغیرہ کا۔ (ادارہ)

پاکستان کے آئین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے 12 تا 15 ربیع الثانی 1370ھ بمطابق 21 تا 24 جنوری 1951ء کراچی میں مولانا سید سلیمان ندوی کی صدارت میں ہر طبقۂ فکر اور مسلک کے علمائے دین کا ایک چار روزہ طویل اجتماع ہوا۔ اِس اجتماع میں جو علماء شریک ہوئے اُن کے نام یہ ہیں: مولانا شمس الحق افغانی' مولانا محمد بدر عالم' مولانا احتشام الحق تھانوی' مولانا عبدالحامد بدایونی' مولانا مفتی محمد شفیع' مولانا محمد ادریس کاندھلوی' مولانا خیر محمد' مولانا مفتی محمد حسن' پیر امین الحسنات' پیر مانکی شریف' مولانا محمد یوسف بنوری' خلیفہ حاجی ترنگ زئی' قاضی عبدالصمد سربازی' مولانا اطہر علی' مولانا محمد صالح' مولانا راغب احسن' مولانا حبیب الرحمٰن' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا داؤد غزنوی' مفتی جعفر حسین' مولانا کفایت حسین' مولانا محمد اسماعیل' مولانا حبیب اللہ' مولانا احمد علی' مولانا محمد صادق' پروفیسر عبدالخالق' مولانا شمس الدین فرید پوری' مفتی محمد صاحب داد' پیر محمد ہاشم مجددی' مولانا ابوالاعلیٰ مودودی' مولانا ظفر احمد انصاری۔

ان علماء نے دستورِ پاکستان کی اساس کے لیے بائیس اصول پیش کیے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

1۔ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے رب العالمین ہے۔

2۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا' اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا' نہ کوئی ایسا حکم دیا جا سکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

تشریحی نوٹ: اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیے جائیں گے۔

3۔ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

4۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ کتاب و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے' منکرات کو مٹائے اور شعائرِ اسلام کے احیاء و اعلاء اور متعلقہ اسلامی فرقوں کے لیے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

5۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتۂ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیتِ جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملتِ اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

6۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور قیام کی کفیل ہوگی جو اکتسابِ رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگار ہوں، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیِ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

7۔ باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے ان کو عطا کیے ہیں۔ یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو، آزادیٔ مذہب و مسلک، آزادیٔ عبادت، آزادیٔ ذات، آزادیٔ اظہارِ رائے، آزادیٔ نقل و حرکت، آزادیٔ اجتماع، آزادیٔ اکتسابِ رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارت سے استفادے کا حق۔

8۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سندِ جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمیِ موقعِ صفائی و فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

9۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انھیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ ان کے قاضی یہ فیصلے کریں گے۔

10۔ غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدودِ قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انھیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

11۔ غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شریعت کے اندر جو معاہدات کیے گئے ہیں، ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن شہری حقوق کا ذکر دفعہ نمبر 7 میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

12۔ رئیسِ مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جن کے تدین، صلاحیت اور اصابتِ رائے پر جمہور یا ان کے مختلف نمائندوں کو اعتماد ہو۔

13۔ رئیسِ مملکت ہی نظمِ مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا' البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

14۔ رئیسِ مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی' یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے سکتا ہے۔

15۔ رئیسِ مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

16۔ جو جماعت رئیسِ مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہ کثرتِ آراء سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

17۔ رئیسِ مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

18۔ ارکان و عمالِ حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

19۔ محکمۂ عدلیہ، محکمۂ انتظامیہ سے آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئتِ انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

20۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکتِ اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

21۔ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکتِ واحدہ کے اجزائے انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی وحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی۔ جنھیں انتظامیہ اختیارات کے پیشِ نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا مگر انھیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

22۔ دستور کی کوئی ایسی تدبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

صلیبی جنگ مصر و فلسطین میں

دوسری طرف صلیبیوں اور مصر کے وزیر شاور کا متحدہ' شکست خوردہ لشکر میدان جنگ سے بھاگ کر قاہرہ پہنچا۔ دونوں لشکروں نے وہاں زور شور سے دوبارہ جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جلد ہی انہوں نے پھر ایک بڑی قوت حاصل کر لی اور اسکندریہ شہر کا محاصرہ کر لیا' جہاں صلاح الدین ایوبی قیام پذیر تھا۔

اب نئی صورت حال یہ پیدا ہو گئی کہ صلاح الدین ایوبی کا چچا شیرکوہ بالائی مصر کی طرف گیا ہوا تھا' جبکہ صلاح الدین ایوبی چھوٹے سے لشکر کے ساتھ اسکندریہ میں موجود تھا۔ اور اب بہت بڑے لشکر کے ساتھ یروشلم کے بادشاہ اموری اور مصر کے وزیر شاور نے اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔

اسکندریہ کا محاصرہ

یہ محاصرہ تقریباً تین مہینے جاری رہا۔ صلاح الدین ایوبی بڑی جرأت مندی اور جواں مردی سے اپنے سے کئی گنا بڑے لشکر کو روکے رہا اور انہیں اُس نے اسکندریہ شہر کے قریب نہ آنے دیا' لیکن تین ماہ کے بعد صلاح الدین ایوبی کے لئے ایک اور مصیبت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ یہ کہ اُس کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہونے لگا۔ محاصرہ ایسا سخت تھا کہ صلاح الدین اپنے کسی آدمی کو اپنے چچا شیرکوہ کو حالات کی اطلاع نہ دے سکتا تھا' اس لیے کہ وہ وہاں سے کافی دُور تھا اور نہ صلاح الدین ہی اسکندریہ کے قلعے سے باہر نکل کر اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ دُشمن کے اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کر سکتا تھا' اس بناء پر وہ عجیب سی مصیبت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ تواریخ میں لکھا ہے کہ صلاح الدین نے اس محاصرے میں ایسی سختیاں جھیلیں کہ زندگی بھر وہ ان سختیوں کو نہ بھولا۔

قاہرہ کا محاصرہ

جب محاصرے کا چوتھا مہینہ شروع ہوا' تب صلاح الدین کو یہ خوشخبری ملی کہ اُس کے چچا کو محاصرے کی اطلاع مل گئی ہے۔ اس موقع پر شیرکوہ نے ایک زبردست چال چلی۔ اُس کے پاس جو چھوٹا سا لشکر تھا' اُسے لے کر اُس نے اسکندریہ کا رُخ نہیں کیا' بلکہ وہ بڑی برق رفتاری سے قاہرہ کی طرف بڑھا اور اُس نے اسکندریہ کے بدلے میں قاہرہ کا محاصرہ کر لیا۔ قاہرہ شہر کے اندر صلیبیوں اور وزیر شاور کا خاصا بڑا لشکر موجود تھا' جس کے مقابلے میں شیرکوہ کے پاس لشکر نہ ہونے کے برابر تھا۔ پھر بھی اُس نے محاصرہ بڑی سختی اور پابندی سے جاری رکھا۔ وہ چاہتا تھا کہ قاہرہ کو خطرے میں دیکھ کر شاور اسکندریہ کا محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہو جائے۔

انہی دنوں سلطان نورالدین زنگی کو' جو دمشق میں مقیم تھا' اطلاع پہنچی کہ صلاح الدین اسکندریہ میں محصور ہو گیا ہے اور شیرکوہ نے قاہرہ کو محاصرے میں لے رکھا ہے۔ سلطان نورالدین اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور فلسطین کے عیسائی علاقوں پر حملہ آور ہوا۔ اُس کا عسکری مقصد یہ تھا کہ اس طرح اموری کی توجہ فلسطین کی طرف ہو گی اور وہ محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہو جائے گا۔

سلطان نورالدین زنگی نے اپنے بھائی قطب الدین زنگی کو بھی مُوصل سے طلب کر لیا۔ اس طرح دونوں بھائی اپنے لشکر کو لے کر مخالف سمتوں سے صلیبیوں کے قلعے حصن الاکراد کی طرف بڑھے۔ یہاں صلیبیوں کا ایک خاصا بڑا لشکر تھا۔ لیکن چند ہی روز کی جنگ کے بعد حصن الاکراد کو دونوں بھائیوں نے فتح کر لیا۔

قلعہ ہونین کی فتح

حصن الاکراد کو فتح کرنے کے بعد سلطان نورالدین زنگی نے اپنے بھائی قطب الدین اور متحد لشکر کے ساتھ عیسائیوں کے ایک دوسرے قلعے ہونین کا رُخ کیا۔ اس شہر کی فصیل بہت مضبوط اور اونچی تھی اور یہ قلعہ فرانس کے بادشاہ کے زیر تسلط تھا اور اُس میں بادشاہ کے آزمودہ صلیبی رضا کاروں کا پندرہ ہزار کا مسلح لشکر تھا۔ پندرہ ہزار فرانسیسیوں کے مقابلے میں سلطان نورالدین زنگی کے پاس صرف تین ہزار سوار تھے۔ تعداد اس قدر کم ہونے کے باوجود صلیبیوں کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ شہر سے باہر نکل کر سلطان کے تین ہزار کے لشکر کا مقابلہ کریں۔

سلطان زنگی برابر شہر پر بڑھ چڑھ کر حملے کرتا رہا' جبکہ صلیبیوں کا لشکر دفاع کرتا رہا۔ بالآخر سلطان کے لشکری سرنگ لگا کر فصیل کے شمالی برج میں داخل ہو گئے۔ شب خون مارا اور فصیل پر سلطان کا پرچم لہرا دیا۔ صبح صلیبیوں نے جب یہ دیکھا کہ برج پر مسلمانوں کا جھنڈا لہرا رہا ہے تو شہریوں کے اندر خوف و ہراس پھیل گیا۔ اتنی دیر تک سلطان بھی اپنے پورے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ شہر کی گلیوں میں مسلمانوں اور فرانسیسی صلیبیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ چند گھنٹوں کے اندر اندر سلطان نے پانچ ہزار صلیبی لشکریوں کو ہلاک کر دیا اور چار ہزار کو گرفتار کر لیا۔ باقی فرار ہو گئے۔

مصر کی صورتِ حال

قلعہ ہونین کی فتح کا اثر مصر کے حالات پر بھی پڑا۔ یروشلم کے بادشاہ اموری نے جب دیکھا کہ سلطان نورالدین اُس کے علاقوں پر برابر پیش قدمی کر رہا ہے اور کچھ علاقے اُس نے فتح بھی کر لیے ہیں تو بڑا فکر مند ہوا۔ وزیر شاور اُس سے بھی زیادہ پریشان تھا' اس لیے کہ شیرکوہ نے قاہرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اگر قاہرہ اُس کے ہاتھ سے نکل جاتا تو مصر میں اُس کی حکومت ہی ختم ہو جاتی۔

اس بدلتی ہوئی صورتِ حال میں بادشاہ اموری اور شاور نے آپس میں مشورہ کر کے طے کیا کہ شیرکوہ سے صلح کی گفتگو کی جائے۔ انہوں نے شیرکوہ کے پاس اپنے قاصد بھجوائے اور اُسے یہ پیشکش کی کہ وہ قاہرہ سے اسکندریہ آ جائے اور مندرجہ ذیل شرائط پر صلح کر لے:

1۔ شیرکوہ مصر میں جو علاقے حاصل کر چکا ہے' اُس کے پاس رہیں گے۔
2۔ وزیر مصر شاور شیرکوہ کو پچاس ہزار دینار ادا کرے گا۔
3۔ اموری اور شیرکوہ دونوں اپنے لشکر مصر سے نکال لیں گے۔
4۔ اسکندریہ کا شہر جو شیرکوہ اور صلاح الدین ایوبی نے فتح کر لیا تھا' وہ مصریوں کو لوٹا دیا جائے گا۔

جب اسد الدین شیرکوہ اور اُس کا بھتیجا صلاح الدین ایوبی مصر سے لوٹ آئے اور سلطان نورالدین زنگی کے ساتھ مل کر' بلکہ اُس کی قیادت میں عیسائیوں کے مقبوضات پر حملہ آور ہو رہے تھے بادشاہ اموری مصر پر قبضہ کا پروگرام بنانے لگا۔ تاہم وہ ڈرتا تھا کہ کہیں سلطان نورالدین اُس پر پیچھے سے حملہ نہ کر دے' اسی لیے وہ مصر پر حملہ آور ہونے سے خوف زدہ تھا' لیکن قسطنطنیہ کے بادشاہ کی بھتیجی اموری کی بیوی تھی۔ اُس

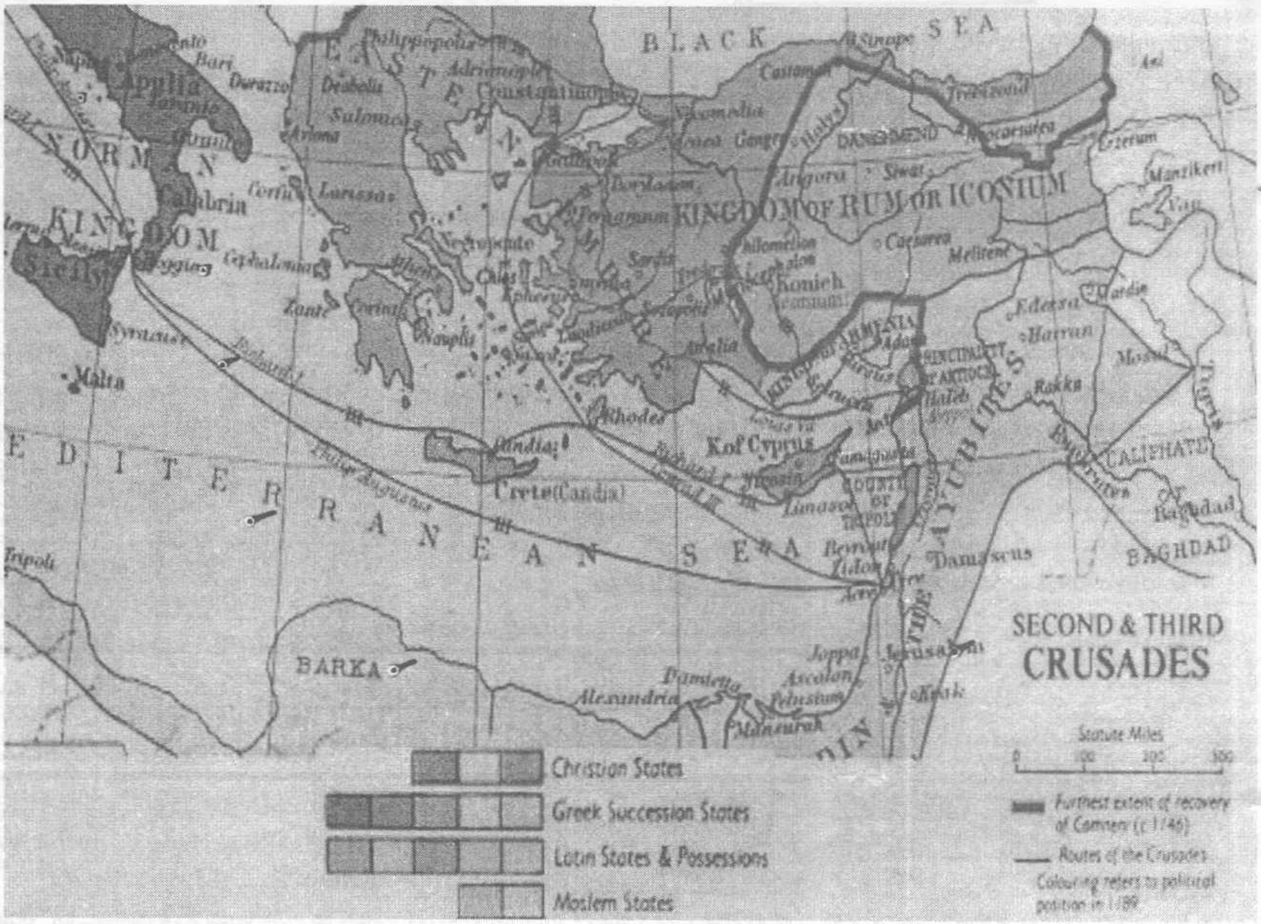

عورت نے اموری کو مصر پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کرلیا‘ لیکن اموری پھر بھی ڈرتا تھا۔ اُس نے قسطنطنیہ کے بادشاہ مینوئل سے انجیل مقدس پر ہاتھ رکھوا کر حلف لیا کہ وہ دورانِ جنگ اُسے اسلحے کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی مدد کرے گا۔

شہر بلبیس کے مسلمانوں کا قتلِ عام

اب اموری ایک بہت بڑا لشکر لے کر مصر پر چڑھ دوڑا۔ اموری اور اُس کے صلیبیوں کی زد میں سب سے پہلے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کا شہر بلبیس آیا۔ انہوں نے اِس شہر کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں شاور کا جو لشکر تھا‘ وہ شہر خالی کر کے بھاگ گیا۔ صلیبی شہر میں داخل ہوئے اور بے دردی سے مسلمانوں کا قتلِ عام کیا‘ جس کی کوئی مثال نہ ملتی تھی۔ اس قتلِ عام میں انہوں نے پردہ نشین خواتین کم سن بچوں اور بوڑھوں تک کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ صلیبی درندے تین دن تک مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلتے رہے‘ یہاں تک کہ سارا شہر بلبیس مسلمانوں کی لاشوں سے بھر گیا۔ یہاں صلیبیوں نے لوٹ کھسوٹ سے خوب ہاتھ رنگے اور شہر کے کسی گھر میں انہوں نے ایک تنکا تک نہ چھوڑا۔

بادشاہ اموری کے ہاتھ جب بلبیس کے مسلمانوں کے قتلِ عام کی خبر قاہرہ پہنچی تو وزیر شاور اور مصر کے باشندے سمجھ گئے کہ اب قدرتاً اموری قاہرہ کا رُخ کرے گا۔ اگر وہ قاہرہ پر قابض ہوگیا تو اہلِ قاہرہ کا انجام بلبیس سے بھی بدتر ہوگا۔ وزیر شاور نے قاہرہ شہر کے دروازے بند کر لیے اور پوری طاقت کے ساتھ اموری کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوگیا۔

اموری نے قاہرہ کا رُخ کیا اور جاتے ہی شہر کا محاصرہ کرلیا۔ قاہرہ کا محاصرہ جب طول پکڑنے لگا تو فاطمی خلیفہ العاضد اور قاہرہ کے لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ بلبیس میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہوا تھا‘ لوگ پہلے ہی اُس کی وجہ سے غم و غصے اور سوگ کی حالت میں تھے۔ انہوں نے باہم مل کر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ ساری مصیبت مصر کے وزیر شاور کی لائی ہوئی ہے۔

ان سخت مصائب و حالات دیکھتے ہوئے العاضد نے اپنے وزیر شاور سے‘ خفیہ طور پر‘ سلطان نورالدین زنگی کے نام ایک خط لکھا۔ اِس خط میں اُس نے اپنی بیگمات کے خون آلودہ بال ایک سیاہ ماتمی کپڑے میں لپیٹ کر بھیجے۔ اِس خط میں العاضد نے جہاں مصر میں صلیبیوں کے مظالم کی پوری تفصیل لکھی‘ وہاں بڑی عاجزی کے ساتھ سلطان نورالدین زنگی سے التجا کی کہ وہ مظلوم مصریوں کی امداد کے لیے جلد پہنچے‘ ورنہ مصر میں اسلامی اقتدار دریائے نیل کی موجوں میں بہہ جائے گا اور مصر کے چپے چپے میں یروشلم اور بلبیس کے مسلمانوں کے قتلِ عام کی تاریخ دہرائی جائے گی۔

مصر کے فاطمی خلیفہ العاضد کا یہ خط جب سلطان نورالدین زنگی کے پاس پہنچا تو...... (جاری ہے)

✿ ✿ ✿

✿✿ ضرورت رشتہ ✿✿

☆ شیخوپورہ شہر کی رہائشی فیملی کی 26 سالہ صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند بیٹی کے لئے‘ جس نے انٹر کے بعد چار سالہ ہومیوڈاکٹر کا کورس کیا ہوا ہے‘ صحیح العقیدہ نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔ شیخوپورہ یا لاہور کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ

1۔ شیخوپورہ‘ پروفیسر داؤد احمد‘ فون: 0653-614877

2۔ لاہور‘ پروفیسر محمد یونس جنجوعہ‘ فون: 042-5173537

زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

رفیقہ تنظیم اسلامی

یہ خیال کس قدر تکلیف دہ ہے کہ آج کا مسلمان نفسا نفسی، مادہ پرستی اور اسباب کی کالی چادر اوڑھے غفلت کی نیند سو رہا ہے۔ اُس کا یقین اور بھروسہ مادی اسباب اور وسائل پر ہے۔ وہ مسبب الاسباب پر توکل واعتماد اور یقین کا رشتہ توڑ چکا ہے۔ اگر اُسے اللہ یاد آتا بھی ہے تو اُس وقت جب رنج والم دکھ اور پریشانیاں اُسے گھیر لیتے ہیں۔ تب وہ بے بسی اور بے قراری سے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے اور اُس سے گڑ گڑا کر دُعائیں مانگتا ہے۔ اللہ رؤف وکریم ہے' اپنے بندے کو مایوس نہیں کرتا' اُس کی فریاد سنتا اور اُسے مصیبت سے نجات عطا کرتا

جنازہ نکال دیا۔ آزادی کے نام پر غلامی' بے شرمی اور بے غیرتی کا طوق تیرے گلے میں ڈال دیا۔ تو دشمن کے ہاتھ کھلونا بن چکا ہے' کیونکہ تجھے اللہ پر بھروسہ نہیں رہا۔ تیرا حال یہ ہے کہ

﴿مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ﴾ (النساء: 143)

"ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں کفر وایمان کے درمیان نہ ادھر کے نہ اُدھر کے۔"

اسباب و وسائل کی محبت اور اسباب کے چھن جانے کے خوف نے تجھے بزدل بنا دیا ہے۔ تو کہ جسے صرف اللہ تعالیٰ

اے مسلمان! افسوس' تجھے وہ عہد الست یاد نہیں رہا' جب تمام ارواح انسانی نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا۔ تو وہ عہد بندگی بھلا بیٹھا' جس کی وجہ سے تیری روح مجروح ہو چکی ہے

ہے۔ اُسے نا اُمیدی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر اُمید' خوشحالی اور آسودگی کی روشنی میں لاتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو یہ لمحہ آدمی کے لیے "turning point" ہوتا ہے۔ اگر اُس کی عقل صحیح وسالم اور فطرت سلیم ہو تو وہ اپنا محاسبہ کر کے اللہ کی جانب متوجہ ہو سکتا ہے۔ مگر انسان کا بھی عجیب المیہ ہے۔ وہ انسان جو کل تک اپنے رب کے در پر عجز و انکساری کا پیکر بنا تھا' جس کے پاس جینے کا کوئی سہارا نہ تھا' جب اللہ تعالیٰ اُس کی تکلیف رفع کر دیتا ہے' اُسے پھر بھول جاتا ہے اور ایک مرتبہ پھر اسباب کے چنگل میں پھنس جاتا ہے۔ اُس کی آنکھوں پر محجوبیت کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ قرآن حکیم انسان کی اسی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا﴾ (بنی اسرائیل: 83)

"اور جب ہم کوئی انعام فرماتے ہیں انسان پر تو (بجائے شکر کے) منہ پھیر لیتا ہے' اور پہلو تہی کرنے لگتا ہے۔ اور جب پہنچتی اسے کوئی تکلیف تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔"

اے مسلمان! آج تو پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑا ہے۔ تو اِس بات پر غور کیوں نہیں کرتا کہ تیری ذلت ورسوائی کا سبب کیا ہے؟ اگر تو ایسا کرے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے قعر مذلت میں گرنے کی وجہ بے زری اور اسباب و وسائل کی کمی نہیں' بلکہ بے یقینی ہے۔

سب کچھ اور ہے جسے تو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

تو نے اللہ کو چھوڑ کر اسباب و وسائل پر بھروسہ کر رکھا ہے۔ تیری امیدوں کا مرکز مالک ارض وسما کی عظیم ذات نہیں' بلکہ دنیا کی بڑی طاقتیں ہیں۔ تو نے اغیار کے آگے سر جھکا لیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن تیرے لیے "ہوا" بن گیا۔ اُس نے تیری غیرت کا

کے سامنے جھکنا چاہیے تھا' ڈر کے مارے سرکش طاقتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ اپنے حقیر سے مفادات کی خاطر اللہ تعالیٰ کی شریعت سے سرتابی کرتا ہے' حالانکہ اگر تو اللہ سے لو لگاتا' اُسی سے اپنی امیدیں وابستہ کرتا' اُس کے در پر جھکتا تو تجھے کہیں بھی جھکنے کی ضرورت نہیں تھی۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے' آدمی کو نجات

اے مسلمان! افسوس' تجھے وہ عہد الست یاد نہیں رہا' جب تمام ارواح انسانی نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا تھا۔ تو وہ عہد بندگی بھلا بیٹھا' جس کی وجہ سے تیری روح مجروح ہو چکی ہے۔ وہ

تیرے وجود حیوانی کے پنجرے میں تیری وعدہ خلافی اور بے حسی پر نوحہ کناں ہے۔ وہ چیخ چیخ کر تجھے تیرا عہد یاد دلا رہی ہے' مگر تو اُس کی پکار پر کان دھرنے کو تیار نہیں ہے۔ اے انسان! اے بندۂ مسلم! خود تیرا رب تجھے اپنی رحمت کی طرف بلا رہا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

"(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو

اے میرے بندو!
جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے'
اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا۔ اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔
اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ واقع ہو' اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اُس کے فرمانبردار ہو جاؤ (ورنہ) پھر (عذاب آ جانے کے بعد) تم کو مدد نہیں ملے گی۔
اور اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو' اس نہایت اچھی (کتاب) کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے پیروی کرو۔"

اپنے رب کی پکار پر لبیک کہنے میں دیر نہ کر۔ اللہ کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو جا۔ اللہ سے کیے گئے عہد بندگی کی تجدید کر۔ اپنے گناہوں سے معافی مانگ اور اپنے دل کو اُس کی محبت اور ذکر سے آباد کر اور دل سے غیر اللہ کی محبت نکال دے۔ قبل اس کے فرشتہ اجل آ پہنچے اور موت سامنے کھڑی ہو اور تو سوائے پچھتاوے کے کچھ نہ کر سکے' اللہ کی ہدایت کی پیروی کر' اُس کے نازل کردہ قرآن حکیم کو تھام لے۔ اُسے دل کی آنکھ سے پڑھ۔ اللہ کی کتاب تجھے بتائے گی کہ تیرا رب تجھ سے کیا چاہتا ہے' اُس کی بندگی کے کیا تقاضے ہیں۔ جب تو اس "حبل اللہ" کو تھامے گا تو تیرے دل میں ایمان حقیقی کا نور پیدا ہو گا۔ ایسا پختہ ایمان جو تیرے اندر دین کی تڑپ پیدا کر دے گا۔ کفر وشرک اور طاغوتی نظام کے خاتمے کے لیے جدوجہد پر آمادہ کرے گا۔ پھر تو اس راہ حق میں اپنے آپ کو جان کی بازی لگا دینے کے لیے تیار پائے گا۔

جان دی' دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

رفقاء واحباب مطلع رہیں'

ان شاء اللہ العزیز تنظیم اسلامی کا کل پاکستان

سالانہ اجتماع عام

12 تا 14 نومبر 2006ء (بروز اتوار' سوموار' منگل) فردوسی فارم' سادھوکے میں منعقد ہو گا

رفقاء سے ابھی سے ان تین ایام کو اللہ کے لئے خالص کر لینے کی درخواست ہے۔

(المعلن: ناظم اعلیٰ' تنظیم اسلامی پاکستان)

28 رجب: یوم سقوطِ خلافت

جب اپنوں کی نادانی اور غیروں کی عیاری سے خلافت کی قبا چاک ہوئی

مولانا خورشید احمد گنگوہی

28 رجب 1427ھ کو سقوط خلافت کے سانحہ کو ہجری سن کے اعتبار سے 85 برس مکمل ہوگئے ہیں۔ استعماری کفار نے برطانیہ کی قیادت میں عرب اور ترک ایجنٹوں کی مدد سے خلافت کو تباہ کر دیا۔ اس کے بعد مسلمان سیاسی اور دینی وحدت سے محروم ہو گئے۔ استعماری قوت نے مسلمانوں کو پچاس سے زائد ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر ٹکڑے پر اپنے ایجنٹ حکمران مقرر کئے جو اپنے تخت و تاج کے صلے میں استعماری طاقتوں کو چھوٹ اور آزادی دیتے ہیں کہ وہ مسلم ممالک اور عوام کا استحصال کریں۔

28 رجب 1342ھ کی رات وہ شب سیاہ تھی جس کے بعد مسلم امہ نے کوئی صبح نہ دیکھی۔ مصطفیٰ کمال نے استنبول کے گورنر کو حکم دیا کہ ''صبح طلوع ہونے سے پہلے خلیفہ عبدالمجید ترکی چھوڑ چکے ہوں۔'' اس حکم پر فوج اور پولیس کی مدد سے عمل درآمد کیا گیا اور خلیفہ کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ سوئٹزرلینڈ جلاوطن ہو جائیں۔

28 رجب 1342ھ بمطابق 3 مارچ 1924ء کی صبح یہ اعلان کیا گیا کہ:

''عظیم قومی اسمبلی نے خلافت کے خاتمہ اور مذہب کے دنیا سے علیحدگی کے قانون کی منظوری دے دی ہے۔''

برطانوی سیکریٹری خارجہ لارڈ کرزن نے کہا:

''ترکی تباہ کر دیا گیا ہے اب وہ کبھی بھی اپنی عظمت رفتہ بحال نہیں کر سکتا' کیونکہ ہم نے اس کی روحانی طاقت کو تباہ کر دیا ہے یعنی خلافت اور اسلام کو۔''

خلافت کے خاتمہ کے بعد امت کی حالت ایسی ہوگئی جیسے پرورش طلب بچہ اپنے والدین کے سائے سے محروم ہو جائے اور خود غرض دنیا میں اپنی بقا کی جنگ لڑنے کے لیے تنہا رہ جائے۔ خلافت کے خاتمہ کے ساتھ ہی استعماری کفار بھوکے بھیڑیوں اور گدھوں کی طرح اس امت پر حملہ آور ہو گئے۔ انہوں نے اس امت کا خون چوسنے کے لیے ایک دوسرے سے لڑنے سے بھی گریز نہ کیا۔ اسلامی شریعت کو معطل کر دیا گیا۔ سرزمین خلافت کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر ریاست کو اپنا آئین' قانون' قومیت اور جھنڈا دے کر الگ کر دیا گیا۔ اسلام کی عادلانہ معیشت کو مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام سے بدل دیا گیا اور مسلمانوں کے معاملات کی نگرانی اسلامی حکومت کی بجائے سیکولر حکومتی ڈھانچے کے ذریعے کی جانے لگی۔ اس حادثہ سے بڑھ کر سانحہ یہ ہوا کہ کبھی کوئی چیز اتنی جلدی فراموش نہیں کی گئی جتنی جلدی مسلمانوں نے اپنے اس مرکز کو دل و دماغ سے محو کر دیا' جو ان کے اتحاد کی علامت تھا اور جس کے ذریعے اپنے مسائل کے حل کے لیے وہ عملی اقدامات اٹھایا کرتے تھے۔ خلافت ان کی دینی و سیاسی ضرورت ہوا کرتی تھی۔

مسلمان اپنے عقیدے اور نظریے کی بنیاد پر ایک تسلسل کے ساتھ منصب خلافت سے سرفراز رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتخاب 10ھ سے لے کر خلیفہ مستعصم باللہ عباسی کی شہادت 656ھ تک عالم اسلام خلیفۃ المسلمین سے کبھی محروم نہیں رہا۔ خلیفہ مسترشد باللہ جسے سلطان مسعود سلجوقی نے دس رمضان المبارک 539ھ کو گرفتار کیا تھا اور جس کا زمانہ اسیری تین ماہ اور سات روز سے زیادہ نہیں تھا' اس گرفتاری کے دوران عالم اسلام خلیفہ کے بغیر رہا۔

مسلمان خلیفہ سے کتنی عقیدت و محبت رکھتے تھے اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ خلیفہ مستعصم باللہ کی شہادت پر شیخ سعدی رحمہ اللہ نے ایک دلدوز مرثیہ کہا' باوجود یکہ آپ مرکز خلافت سے بہت دور شیراز میں رہتے تھے۔ اس نوحہ کے یہ اشعار بہت مشہور ہیں:

> **اسیر فوجی نے کہا: مولانا' سارا یورپ ان دو لفظوں ''خلافت اور جہاد'' سے کانپتا ہے۔ یورپ کے تمام ممالک متحد ہو کر ان دو لفظوں کی قوت کو ختم کرنا چاہتے ہیں''**

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمین
بر زوال ملک مستعصم امیر المؤمنین
اے محمد (ﷺ)! اگر قیامت سر بروں آرد ز خاک
سر بروں آرد قیامت درمیانِ خلق بیں

ترجمہ: اگر امیر المؤمنین مستعصم کے زوال پر آسمان سے خون کی بارش ہو تو بجا ہوگا۔ اے محمد ﷺ! اگر قیامت زمین پر ہونی تھی تو آ کر دیکھیے کہ اللہ کی مخلوق پر قیامت گزر گئی ہے۔

اسلام دشمن طاقتیں خلافت کو منہدم کرنا کیوں ضروری سمجھتی تھیں' اس کی وجہ ایک واقعہ سے سمجھ آتی ہے۔ مولانا سید حسین احمد مدنی' شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہما اللہ تعالیٰ کے ساتھ تحریک آزادی کے سلسلہ میں مالٹا کے جزیرے میں قید تھے۔ وہاں ایک انگریز افسر تھا جس کا کسی جرم میں کورٹ مارشل ہوا تھا اور وہ بھی وہاں سزا کاٹ رہا تھا۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا کہ خلافت عثمانیہ مسلمانوں کی ایک کمزور سی طاقت ہے۔ کیا وجہ ہے کہ برطانیہ' فرانس اور اٹلی اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں؟ ہم مسلمان اس نام کی خلافت سے عقیدت رکھتے ہیں لیکن سارا یورپ اس کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آخر تمہیں خلافت ترکیہ سے خطرہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ''مولانا! آپ کا سوال اس قدر سادہ نہیں جس سادگی سے آپ پوچھ رہے ہیں۔ یاد رکھیے! خلافت عثمانیہ ایک کمزور سی خلافت ہے مگر قسطنطنیہ میں بیٹھا ہوا خلیفہ آج بھی کسی غیر مسلم ملک کے خلاف اعلان جنگ کر دے تو مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک مسلمان نوجوانوں کی بھرتی شروع ہو جائے گی۔ سارا یورپ ان دو لفظوں ''خلافت اور جہاد'' سے کانپتا ہے۔ یورپ کے تمام ممالک متحد ہو کر ان دو لفظوں کی قوت کو ختم کرنا چاہتے ہیں''۔

اسیر فوجی کی بات سچ ثابت ہوئی۔ خلافت کا خاتمہ کر کے انہوں نے یہ کام عملاً کر دکھایا۔

خلیفہ عبدالمجید ثانی کی معزولی اور سقوط خلافت کا نامبارک اقدام امت مسلمہ کے لیے بیسویں صدی کا سب سے بڑا حادثہ تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں کا مستقبل تاریک ہو گیا' مقاماتِ مقدسہ اغیار کے قبضہ میں چلے گئے' عالم عرب میں اسرائیل نے جنم لیا' پاکستان دولخت ہوا' افغانستان میں آتش فشاں پھٹا' بابری مسجد نے چیخ و پکار کی' وادی کشمیر مسلمانوں کا مقتل بن گئی' عراق کا عرق نکال دیا گیا' لبنان خون میں نہا گیا اور مسلمان یتیم اور لاوارث ہو گئے۔

یہ دن سقوط خلافت کا دن ہے۔ لازم ہے تمام مسلمان اس دن کو بحالیٔ خلافت کا عزم کریں۔ ہمارے تمام مسائل کا حل قیامِ خلافت سے وابستہ ہے۔ ہمیں ایسے خلیفہ کی ضرورت ہے جو وقت اور وسائل سے بے نیاز' اللہ کا ہو کر چلے۔ ابن الوقت نہ ہو کہ وقت کے فیصلوں کی چاکری کرے۔ ابوالوقت ہو کہ زمانہ اس کی جنبش لب کا منتظر رہے۔ ملکی دشواریاں اس کے قدم تلے خس و خاشاک ہو کر پیوند خاک ہو جائیں۔ عالمی مشکلات اس کی راہ میں غبار و خاکستر ہو کر رہ جائیں۔

ضروری ہے کہ ہمارے خواص و عوام نظام حیات اور طرز حکومت کے لیے اقوام مغرب کی طرف شائقانہ نظروں سے دیکھنے کی بجائے اپنا رشتہ تابناک ماضی سے جوڑ لیں اور شاہراہ خلافت پر گامزن ہو کر ایک حقیقت شناس مرد قلندر کے اس کہے کو سچ کر دکھائیں کہ:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

اور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

(بشکریہ روزنامہ ''اسلام'')

فتنۂ مال کے نتائج

محمد سمیع

اللہ کے رسول ﷺ نے امت کے جس فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا تھا وہ ''مال کا فتنہ'' ہے۔ آج اس فتنے کے نتائج واضح ہو کر سامنے آ چکے ہیں۔ افغانستان ہو یا عراق' فلسطین ہو یا لبنان' کشمیر ہو یا چیچنیا' کہاں اس فتنے کے نتائج امت کو بھگتنے نہیں پڑ رہے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں' اس سے پہلے بھی تاریخ کے مختلف ادوار میں امت مسلمہ کو اس فتنہ کے نتائج بھگتنے پڑے ہیں۔ جب تک عرب کے مسلمان اس فتنے سے بے نیاز رہے' شوکت و سطوت نے ان کے قدم چومے۔ لیکن جب اللہ نے انہیں دولت و ثروت سے نوازا تو عیش و عشرت میں پڑے جس کے نتیجے میں سقوط غرناطہ' سقوط بغداد اور سقوط ڈھاکہ جیسے سانحوں سے انہیں دو چار ہونا پڑا۔ آج جبکہ عرب قوم کو اللہ نے ''سیال سونے'' جیسی دولت سے نوازا تو وہ عیش پرستی میں مبتلا ہو گئی۔ نتیجتاً وہ اللہ کی مغضوب قوم کے ہاتھوں پٹ رہی ہے اور مسلسل پٹ رہی ہے۔ لبنان جنگ کے دنوں لبنان میں عرب کے وزراء خارجہ کا اجلاس اسرائیلی بمباری کی بناء پر تاخیر سے شروع ہوا' تو وہاں کی ایک صحافی نے طنزیہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہا کہ ''اسرائیلی بمباری تو محض بہانہ ہے۔ عرب ممالک کے اکثر اجلاس صبح اپنے وقت پر شروع نہیں ہوتے کیونکہ انہیں دیر سے اٹھنے کی عادت......''۔ بلاشبہ جو قومیں عیش و عشرت کے نشے میں مدہوش ہوتی ہیں' ان کی صحت پر اس قسم کے طنزیہ اور زہریلے تبصروں کا کوئی اثر نہیں ہوا کرتا۔ اگر ایسا ہو سکتا تو مٹھی بھر اسرائیلی عرب دنیا میں جہاں چاہتے اپنی پسند کا محاذ نہ کھولتے اور ان کی جان و مال اور عزت و آبرو سے نہ کھیلتے۔ اگر مذکورہ صحافی کی بابت کو نظر انداز کر کے عرب وزرائے خارجہ کے اجلاس کے التوا کے ضمن میں پیش کی گئی وجہ کو ہی درست تسلیم کر لیا جائے تو باسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان عرب لیڈروں کو موت کا کتنا خوف لاحق ہے' اور یہ موت کا خوف بھی اسی مال کے فتنے کا نتیجہ ہے۔ اس کے بارے میں بھی اللہ کے رسول ﷺ کی پیشنگوئی موجود ہے کہ ایک وقت آئے گا جب دنیا کی قومیں امت مسلمہ پر ٹوٹ پڑنے کی دعوت ایک دوسرے کو اس طرح دیں گی جس طرح دستر خوان پر کھانا سجنے کے بعد مہمانوں کو کھانے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس کی وجہ آپؐ نے یہ بیان فرمائی تھی کہ اس دور کے مسلمانوں کو دنیا سے انتہائی محبت ہو گی اور موت سے کراہیت۔ آج یہ دونوں بیماریاں امت مسلمہ کو لاحق ہو چکی ہیں۔ موت کے خوف نے مسلمان حکمرانوں کو نائن الیون کے سانحہ کے بعد امت ہی کے خلاف جاری کروسیڈ کا حصہ بننے پر مجبور کر دیا ہے۔ ہر حکمران کے پاس اپنے اس فیصلے کا بے بنیاد جواز موجود ہے۔ خود ہمارے حکمرانوں نے کہا کہ اگر ہم یہ فیصلہ نہ کرتے تو ہمیں پتھر کے دور میں واپس کر دیا جاتا اور ہمارا ابھی تورا بورا بنا دیا جاتا۔

آج ہماری صورتحال اتنی دگرگوں ہو چکی ہے کہ اگر ایک جانب یہودی ہمارے خلاف کھلے میدان میں جارحیت کا ارتکاب کر رہے ہیں تو دوسری جانب سازشوں کے ذریعے ہمیں معاشی جکڑ بندیوں میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ان ہی کے قائم کردہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف جیسے اداروں سے قرض کے حصول کو اپنا فخریہ کارنامہ قرار دیتے ہیں۔ ان قرضوں کی حاصل شدہ رقوم کو اللے تللوں میں اڑاتے ہیں' جس کا خمیازہ قوم کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ہمارا تو حال یہ ہے کہ لبنان اور فلسطین پر اسرائیل کی ننگی جارحیت کے باوجود ان مسلم ممالک نے جنہوں نے اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم کر رکھے ہیں' اپنے سفارتی نمائندوں کو واپس نہیں بلایا' جب کہ وینزویلا کے صدر ہیوگو شاویز نے اپنا سفیر تل ابیب سے واپس بلا لیا ہے۔ ایک طرف مسلمان حکمرانوں کے خوف کا یہ عالم ہے اور دوسری طرف نہ جانے کتنے ہی ایسے لوگ تھے' جو اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے لبنانیوں کی خدمت میں مصروف رہے' ہمارے حکمرانوں کو تو اندرون ملک دوروں میں بھی سخت سیکیورٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ بھلا اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اجلاس میں بروقت کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

رجوع الی القرآن کورس

(پارٹ ۱)

میں داخلے کے لیے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لیے ترتیب دیا گیا ہے' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

نصاب

۱) عربی صرف و نحو
۲) ترجمۂ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
۳) آیاتِ قرآنی کی صرفی و نحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
۴) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہ نمائی (منتخب دروسِ قرآن)
۵) تجوید و حفظ
۶) مطالعۂ حدیث
۷) اصطلاحاتِ حدیث
۸) اضافی محاضرات

o کورس کا آغاز ان شاء اللہ ستمبر کے پہلے ہفتے سے ہوگا اور کورس کا دورانیہ نو (9) ماہ ہوگا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس

جس میں داخلے سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے' درج ذیل پتے سے حاصل کریں:

ناظم برائے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور (فون: 03-5869501-042)

☆ ''بروج'' سے کیا مراد ہے؟ ☆ دنیاوی تعلیم پر زیادہ رقم خرچ کرنا کیسا ہے؟

☆ کیا مرتد کی سزائے موت قرآن حکیم سے ثابت ہے؟

☆ کیا جوان بچیوں کو حصول تعلیم کے لئے بیرون ملک بھیجا جاسکتا ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: کیا مقروض شخص کو قربانی کرنی چاہیے یا نہیں؟ (محمد نعمان)

ج: مقروض آدمی بھی قربانی کرسکتا ہے' مگر یہ اس پر لازم نہیں ہے۔

س: بیوی کے ایک گناہ کی وجہ سے دل بہت بے چین رہتا ہے اور اُس کی طرف رغبت نہیں ہوتی' لیکن میں بیوی کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتا۔ میری راہنمائی کیجیے؟ (نعیم احمد)

ج: اگر آپ خلوص نیت کے ساتھ بیوی کی اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں تو آپ کا عمل جہاد کے درجے میں شمار ہوگا۔ آپ کو چاہیے کہ سب سے پہلے بیوی کو وعظ و نصیحت کریں۔ اگر اس سے بھی نہ سمجھے تو بستر پر علیحدہ چھوڑ دیں۔ اگر اُس سے بھی کوئی فرق نہ پڑے تو گناہ کبیرہ ہونے کی صورت میں بیوی کو اس سے روکنے کے لیے سختی بھی کی جا سکتی ہے' جس کے لیے قرآن نے مارنے کی بھی اجازت دی ہے لیکن اس میں بھی آپؐ کا فرمان ہے کہ یہ مار چوٹ یا زخم لگانے والی نہ ہو اور چہرے پر بھی نہیں مارنا چاہیے۔ اگر پھر بھی وہ اپنی اصلاح پر آمادہ نہ ہو تو پھر آپ کے پاس اختیار ہے چاہے تو اس کو برداشت کریں اور چاہے تو فارغ کردیں۔ لیکن آخری قدم اٹھانے سے پہلے کسی مستند عالمِ دین سے مشورہ کرلیں تاکہ وہ گناہ کی نوعیت کو سامنے رکھ کر آپ کو کوئی اچھا مشورہ دے سکیں۔

س: ایک بیوہ نے جس کا کوئی ذریعہ روزگار نہیں ہے' اپنی جمع پونجی بینک میں رکھوادی ہے تاکہ رقم پر حاصل شدہ سود سے اپنا اور بچوں کا پیٹ پال سکے' کیا یہ جائز ہے؟ (شبیر)

ج: ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ بیوہ کو چاہیے کہ اپنی جمع پونجی سے سلائی کڑھائی یا اس نوعیت کا کوئی کام کرے اور اس سے حاصل شدہ آمدن پر گزر اوقات کرے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ سود کو اپنے لیے جائز نہ بنائے۔ اُسے چاہیے کہ اللہ پر پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ کوئی بھی کام شروع کردے۔ باری تعالیٰ مشکلات سے نکلنے کی صورت پیدا کردے گا۔

س: کیا دنیاوی تعلیم پر زیادہ رقم خرچ کرنا شریعت کی روح سے جائز ہے؟ (محمد وسیم)

ج: بامقصد دنیاوی تعلیم پر حلال ذرائع کی آمدنی سے رقم خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ دنیوی تعلیم کی تگ و دو میں دینی تعلیم و تربیت بالکل پس پردہ نہ چلی جائے۔

س: میں رات کو نماز میں طویل قیام کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے قرآن پاک کی طویل سورتیں یاد نہیں ہیں۔ کیا میں حالت قیام میں قرآن پاک دیکھ کر پڑھ سکتا ہوں؟

ج: افضل تو یہ ہے آپ قرآن کو یاد کریں۔ یہ اتنا مشکل کام نہیں ہے جتنا ظاہری طور پر نظر آتا ہے۔ آپ روزانہ ایک آیت حفظ کرنے کی کوشش کریں تو چند دنوں میں آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ آپ نے صبح و شام اٹھتے بیٹھتے قرآن پاک کی بہت سی آیات یاد کرلی ہیں۔ اب انہی یاد کی گئیں آیات کو آپ اپنی نمازوں میں دہراتے رہیں' آپ کا یہ مسئلہ حل ہوجائے گا۔ البتہ جب تک آپ کو مطلوبہ مقدار میں قرآن حفظ نہیں ہوتا' بعض علماء کے فتویٰ کے مطابق اُس وقت تک آپ نفلی نمازوں میں قرآن دیکھ کر پڑھ سکتے ہیں۔

س: کیا مرتد کی سزائے موت قرآن حکیم سے ثابت ہے؟ (محمد یاسر)

ج: شریعت محمدی ﷺ میں کچھ احکامات ایسے ہیں جو شریعت موسویؑ کے مطابق رکھے گئے ہیں۔ اُن میں سے ایک ہے مرتد کی سزا اور دوسرا حدِ رجم۔ مرتد کی سزا کا حکم بنی اسرائیل کے اُن لوگوں کے ضمن میں قرآن حکیم میں موجود ہے' جنہوں نے بچھڑے کی پرستش کی تو انہیں قتل کیا گیا تھا۔ رجم کا ذکر بھی قرآن پاک میں اشارتاً موجود ہے۔ یہ سزا شریعت موسویؑ میں موجود تھی۔ حضور ﷺ نے بھی اُسی حکم کو قائم رکھا ہے۔

س: آج کل بعض خاندان اپنی جوان بچیوں کو حصول تعلیم کے لیے بیرون ملک بھجوا دیتے ہیں۔ بعض لوگ اعلیٰ تعلیم دلوانے کے بعد لڑکیوں سے بلا ضرورت ملٹی نیشنل و دیگر کمپنیوں میں ملازمت کرواتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں راہنمائی کیجیے۔ (ایک بہن)

ج: اسلام نامحرموں کے ساتھ آزادانہ میل جول کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ حصول تعلیم کے لئے لڑکیوں کا بیرون ملک تنہا جانا ہرگز جائز نہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لے کر اصلاح کرنی چاہیے۔ اگرچہ اسلام بچیوں کی تعلیم پر کوئی قدغن نہیں لگاتا لیکن اس مقصد کے لئے اسلامی تعلیمات کے مطابق طریقہ کار وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ خواتین کے لیے ایسے تعلیمی ادارے بنائے جائیں' جن میں وہ اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے تعلیم حاصل کرسکیں۔ رہی بات ملازمت کی تو اس میں دو باتیں ملحوظ خاطر رہنا چاہئیں۔ پہلی بات تو یہ کہ عورت کے نان نفقے کا ذمہ دار اس کا ولی ہوتا ہے اس لیے عورت کو اس کا باپ یا شوہر ملازمت پر مجبور نہیں کرسکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر عورت اپنی آزاد مرضی سے ملازمت کرنا چاہے تو ایسے ادارے میں کرے جہاں مردوں کا اختلاط نہ ہو اور ادارے کا انتظام و انصرام عورتوں کے ہاتھ میں ہو اور ورکرز بھی خواتین ہوں' جیسے خواتین کے سکول' ہسپتال' فیکٹریاں وغیرہ۔ ایسی صورت میں خواتین کی خدمات سے معاشرہ بہتر انداز میں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

س: سورۃ البروج اور سورۃ الفرقان میں آسمانوں پر جن ''بروج'' کا ذکر ہے' ان سے کیا مراد ہے؟ کیا یہ وہ بروج ہیں جنہیں ہم حمل' جوزا اور سنبلہ وغیرہ کہتے ہیں یا اس سے کوئی اور مراد ہے؟ (محمد عمر)

ج: ان بروج کا کوئی تعلق ان بروج سے نہیں ہے جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں یا جو اخبارات میں آ رہے ہوتے ہیں۔ یہ آسمانوں میں کچھ مقامات ہیں کہ جن پر فرشتے حفاظت کے لیے مامور ہوتے ہیں تاکہ جن اور شیاطین آسمان کی خبریں لے کر نہ اُڑ جائیں۔ فرشتے ان مقامات سے شہاب ثاقب کو میزائلوں کی طرح جن اور شیاطین پر مارتے ہیں۔

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیرِ اہتمام ایک روزہ فہمِ دین پروگرام

6 اگست 2006ء کو تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیرِ اہتمام قائد گرلز کالج محلہ اسلام آباد میں ایک روزہ فہم دین پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعدازاں مرکزی ناظم تربیت جناب شاہد اسلم نے حقیقت ایمان پر درس دیا۔ انہوں نے فرمایا' ایمان امن سے ہے اور اس کا حاصل بھی امن ہے۔ نبی پاک ﷺ کی ہر بات کو مان لینا ایمان ہے۔ اس کے دو اجزاء ہیں: ایک نورِ فطرت اور دوسرا نورِ وحی۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بناتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اچھائی اور برائی کی تمیز ہر نفسِ انسانی کو ودیعت کی ہے۔ ماحول کے اثرات اس کے اندر کے نور کو دبا دیتے ہیں۔ جس طرح کہ ایک لالٹین کا شیشہ اگر صاف نہ کیا جائے تو کچھ عرصہ کے استعمال کے بعد سیاہ ہو جاتا ہے۔ اب شیشے کی سیاہی اس کی روشنی کو باہر آنے کا راستہ نہیں دیتی۔ انہوں نے ایمانیات ثلاثہ اور اُن کے باہمی ربط کی مفصل وضاحت کی۔

اس کے بعد جناب خالد محمود صاحب نے فرائض دینی کے جامع تصور پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص کلمہ پڑھ لیتا اور دینِ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ دین اس سے تین مطالبات کرتا ہے: 1۔ خود اللہ کا بندہ بنے۔ 2۔ دوسروں کو اللہ کا بندہ بننے کی دعوت دے۔ 3۔ اللہ کے دین کے نفاذ کی کوشش کرے۔

کھانے کے وقفہ کے بعد خالد محمود نے ناظم تربیت کے درس کے حوالے سے سوالات و جوابات کی صورت میں مذاکرہ کروایا۔ رفقاء اور احباب نے ان کے سوالوں کے جواب دیئے۔ اس کے بعد شرکاء کی چائے سے تواضع کی گئی۔

وقفے کے بعد خالد محمود نے ''جدیدیت اور اس کے اثرات'' کو موضوع سخن بنایا۔ انہوں نے اس سلسلے میں امریکہ کے تھنک ٹینک Rand Corporation کی ایک رپورٹ "Civil Democratic Islam" پڑھ کر سنائی' جس میں مسلمانوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ مسلمانوں میں سے جدیدیت پسندوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کیا جائے اور عام لوگوں میں انہیں اسلام کے نمائندوں کے طور پر پیش کیا جائے۔ انفرادی طور پر لادینی (سیکولر) طبقہ کی سرپرستی کی جائے۔ لادینی پروگراموں اور اداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ روایت پسندوں کی بس اتنی مدد کی جائے کہ وہ بنیاد پرستوں کے خلاف سرگرم عمل رہیں' اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ ان دونوں گروہوں میں اتحاد نہ ہونے پائے۔ روایت پسندوں میں سے جدیدیت پسندوں کو چن کر ان کی مدد کی جائے' اور بنیاد پرستوں کی خامیاں ڈھونڈ کر ان کا خوب خوب ڈھنڈورا پیٹا جائے۔ اور یہ ظاہر کیا جائے کہ یہ لوگ حکومت کرنے کے اہل ہی نہیں ہیں۔ جدیدیت پسند علماء کی ویب سائٹ بنائی جائے' جہاں لوگوں کی رہنمائی کی جائے۔ جناب خالد محمود نے اس سلسلہ میں انہوں نے ایک دانشور کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اُن کی ویب سائٹ موجود ہے' جہاں اسلام کی عجیب و غریب تشریح کی گئی ہے۔ مثلاً بیرون ملک جانے کے لیے مذہب تبدیل کرنے کی اجازت ہے۔ انٹرنیٹ پر حدود میں رہتے ہوئے لڑکے لڑکیوں کی دوستی جائز ہے۔ ہندو مشرک نہیں' غیر مسلم ہیں۔ آج کے دور میں کوئی بھی کافر نہیں۔ خاتون امامت کرا سکتی ہے اور نکاح پڑھا سکتی ہے۔ سود پر گھر لینا جائز ہے۔ مرد و زن کا اختلاط جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔

خالد صاحب نے مزید بتایا کہ رپورٹ میں یہ بھی درج ہے کہ جدیدیت پسندوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ نصابی کتب لکھیں۔ نصاب (Sylabus) ترتیب دیں' جن علاقوں میں صوفیاء کرام ہیں وہاں نصاب میں ان کی تاریخ شامل کی جائے اور صوفی اسلام کی ترویج کی جائے۔ اس نظریہ کو تقویت دی جائے کہ اسلام میں مذہب اور حکومت الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اور سیکولرازم سے دینِ اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے' وغیرہ۔ خالد صاحب کی اس کاوش کو بہت پسند کیا گیا۔ جناب شاہد اسلم کی اختتامی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: اعجاز عنصر)

تنظیم اسلامی ہارون آباد کا ماہانہ تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی ہارون آباد کا ماہانہ تنظیمی و تربیتی اجتماع' ہارون آباد مرکز قرآن اکیڈمی میں 6 اگست بروز اتوار صبح نو بجے منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا' جس کی سعادت حافظ محمد بشیر نے حاصل کی۔ حاجی محمد رمضان نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ سنت رسول ﷺ کی پیروی ہی میں ہماری کامیابی ہے۔ اس کے بعد امیر حلقہ جناب منیر احمد نے درس قرآن دیا۔ وقفہ کے بعد قرآن اکیڈمی لاہور کے طالب علم محمد تنویر احمد اور رضوان عزمی نے رجوع الی القرآن کورس کے سلسلہ میں اپنے تاثرات بیان کیے۔ جناب حافظ بشیر نے سیرت صحابہؓ پر گفتگو کی۔

ساڑھے بارہ بجے امیر حلقہ کے اختتامی گفتگو پر پروگرام اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام میں 45 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: انجینئر غلام مصطفیٰ)

تنظیم اسلامی تحصیل چشتیاں کا ماہانہ تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی چشتیاں حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کا ماہانہ تربیتی اجتماع 13 اگست بعد نماز عصر مرکزی مسجد بلال میں منعقد ہوا۔

امیر حلقہ جناب منیر احمد نے درسِ قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات کا مقابلہ کریں' اور ہر قسم کی قربانیاں دیں۔ اسلامی انقلاب کی راہ میں انقلابی جماعت کے کارکنوں سے جو طرزِ عمل مطلوب ہے' وہ موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل کا سا نہیں' جنہوں نے ہر مرحلہ پر بزدلی دکھائی بلکہ نبی اکرم ﷺ کے جانثار صحابہؓ کا ہے جنہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اپنا سب کچھ وقف کر دیا ہے۔ امیر حلقہ نے کہا کہ آج بے حیائی اور فحاشی و عریانی کا دور دورہ ہے' الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے اس کی اشاعت کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ سڑکوں پر کمپنیوں کے اشتہاری بورڈ میں لڑکیوں کی عریاں تصاویر سے نوجوان ذہن بھی پراگندہ ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں چاہیے کہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بدی کے طوفان سے بچانے کی کوشش کریں۔

یہ اجتماع بوقت مغرب دعائے مسنونہ پر اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: انجینئر غلام مصطفیٰ)

تنظیم اسلامی گلشن اقبال کے زیرِ اہتمام حدود آرڈیننس میں ترامیم سے ناف مہم

حدود آرڈیننس کی حقیقت کو عوام الناس میں متعارف کرانے کے لیے تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں نے پورے حلقہ میں اپنی ذیلی تنظیم کے ذریعہ اتوار 20 اگست کو اپنے اپنے علاقوں میں اس موضوع پر بروشرز کی تقسیم اور کارنر میٹنگز کا پروگرام دیا تھا۔ امیر تنظیم اسلامی گلشن اقبال نے اپنے رفقاء کو مسجد بیت المکرم کے مین گیٹ پر نماز عصر سے آدھا گھنٹہ قبل جمع ہونے کی ہدایت کی' تا کہ پروگرام کو احسن طریقہ سے ترتیب دیا جا سکے۔

الحمد اللہ' اکثر رفقاء وقت مقررہ پر مین گیٹ پر جمع ہو چکے تھے اور مشورہ کے بعد رفقاء کو چار گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہینڈ بل کی مقدار کو چار برابر حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ہر گروپ کو ایک علاقہ دیا گیا اور موقع کی مناسبت سے انہیں کارنر میٹنگ کی بھی ہدایت کر دی گئی۔ نماز عصر باجماعت ادا کرنے کے بعد رفقاء نے اپنے کام کا آغاز مسجد کے مختلف دروازوں اور مین گیٹ سے کیا اور پھر تمام گروپ اپنے اپنے علاقہ یعنی گلشن اقبال بلاک 16,17 کے بازاروں اور مارکیٹ میں پھیل کر اپنے ہینڈ بل کی تقسیم اور کارنر میٹنگ کا کام احسن طریقہ پر انجام دیتے رہے۔

بعد میں کئی رفقاء یونیورسٹی روڈ کی دوسری جانب ہالی وڈ بیکری کے اطراف کے علاقے میں پھیل کر ہینڈ بل تقسیم کرتے رہے۔ بعدازاں رفقاء دوبارہ مسجد بیت المکرم میں جمع ہوئے اور مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد مسجد کے گیٹ پر آخری کارنر میٹنگ کی' جس میں شرکاء کی تعداد اچھی خاصی تھی۔ عشاء سے قبل یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: خواجہ فریدالدین)

قابل رشک

نو بیاہی دلہن کا اپنے سرتاج سے

ایمان افروز مکالمہ

محمد بن عبدالرشید رحمانی

جدہ میں راقم کو اپنی فیملی کے ہمراہ ایک عزیز کے ہاں اُس کی دعوت طعام میں شرکت کا موقع ملا۔ میزبان کی ابھی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور اُس کا جدہ میں کوئی ایسا دوست یا واقف کار نہ تھا جو بیوی بچوں کے ہمراہ مقیم ہو سوائے راقم کے۔ اُس نے اپنی دلہن سے کہیں ذکر کر دیا کہ ہمارے محلہ دار جدہ میں فیملی کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس کی بیوی نے اصرار کر کے خاوند کو مائل کیا کہ وہ ہماری فیملی کو کھانے پر بلوائیں تاکہ فیملی سے ربط و تعلق قائم ہو جائے۔

ہم مقررہ دن فیملی کے ساتھ دوست کے ہاں دعوت پر گئے۔ دلہن نے ہمارے لیے پر تکلف کھانے کا اہتمام کیا۔ ہم جب دعوت سے واپس آئے تو میری بچیوں نے بتایا کہ آپ کے دوست کی نو بیاہی بیوی نے ایمان افروز قصہ سنایا۔ اُن کا قصہ اُن کی زبان ہی سے سنیے۔ وہ کہنے لگیں۔

جب میں لاہور سے جدہ آئی تھی تو میرے خاوند کی ڈیوٹی بارہ گھنٹہ کی تھی۔ ہفتہ دس دن گزرنے کے بعد ایک دن انہوں نے مجھ سے سوال کیا: اے اللہ کی بندی! میں بارہ گھنٹہ گھر پر نہیں ہوتا' تو اکیلی کیا کرتی رہتی ہے۔ دو چار برتن' دو جوڑے کپڑے دھونے اور چھوٹے سے گھر کی صفائی میں تیرا کتنا وقت لگتا ہے، باقی وقت؟ میں تیرے لیے اتنا خرچا کر کے اتنی ساری ویڈیو فلمیں، نیا رنگین ٹی وی اور وی سی آر لایا ہوں۔ بٹن دبا کر TV دیکھا کرو۔ اس پر میں نے چند لمحے خاموشی اختیار کی اور پھر عرض کیا: میرے سرتاج! میں سمجھتی ہوں کہ میرے لیے مناسب یہی ہے کہ میں تجھے محبت سے دیکھوں تاکہ میرا رب مجھ سے راضی ہو اور تو مجھے محبت سے دیکھے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اتنا خرچا میرے لیے کیا اور میں اُس سے فائدہ نہیں اٹھا رہی۔ میرے سرتاج! ذرا میری بات محبت سے سُن، غصہ نہ کر۔ میرے ماں باپ نے مجھے آپ کے ساتھ رخصت کر دیا ہے۔ میں نے زندگی کے آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہنا ہے۔ اب یہی میرا گھر ہے۔ کیا میں TV کا بٹن دبا کر غیر مردوں کی صورت دیکھوں اور کیا تو اس کو پسند کرے گا۔ میری شادی تیرے ساتھ ہوئی ہے۔ اب اگر تو غیر عورتوں کو دیکھے جبکہ میں اپنے ماں، باپ بہن، بھائی تیرے لیے چھوڑ کر تیرے گھر آئی ہوں...... کیا میں اس کو پسند کر سکتی ہوں' ہرگز نہیں۔

نو بیاہی دلہن کا یہ مکالمہ سننے کے بعد میں اُس دوست سے ملا۔ اُس کو مبارکباد دی کہ تو خوش نصیب ہے کہ تیری بیوی ایسے پاکیزہ خیالات کی مالک ہے۔ اپنی بیوی کی قدر کرنا' خواہ اس سے کوئی اولاد بھی نہ ہو...... اللہ نے اُس کو چار سال کے بعد بیٹا دیا۔ وہ ان دنوں قرآن حکیم حفظ کر رہا ہے۔ اللہ اِس دلہن کی طرح ہماری بچیوں کو بھی غیور دلہن بنائے۔ آمین!

✿ ✿ ✿

بقیہ: اداریہ

وہ اپنی اِس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بلوچستان کو پاکستان سے الگ کرنا چاہتا ہے۔

آج قوم پرست رہنما برملا کہتے ہیں کہ 1947ء سے پہلے ہم انگریزوں کے غلام تھے' بعد میں ہم پاکستانیوں اور پنجابیوں کے غلام بن گئے' ہمارے لئے کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ سیاست دانوں' سول اور فوجی بیوروکریٹوں نے خود انہیں یہ کہنے کا موقع دیا۔ لیکن بلوچ رہنماؤں کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ امریکہ بدترین اور انتہائی ظالم سامراجی قوت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آئندہ کی بلوچ نسل اپنے بڑوں پر لعن طعن کریں۔ عقلمندی کا تقاضا ہے کہ پاکستان کی حدود میں رہتے ہوئے اصلاح احوال کی کوشش کی جائے۔ اُسی میں سب کا بھلا ہے۔

هفت روزه

مبتدی تربیت گاہ

10 ستمبر 06، بروز اتوار نماز عصر سے 16 ستمبر 06، بروز ہفتہ نماز ظہر تک

بمقام: **مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو**

منعقد ہو رہی ہے

تنظیم اسلامی کے تمام مبتدی رفقاء جنہوں نے ابھی تک مبتدی تربیت گاہ میں شرکت نہیں کی اس میں شرکت فرما کر تنظیمی فکر کو پختہ کریں اور زیادہ تن دہی سے اس جدوجہد میں لگ جائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت تنظیم اسلامی

برائے رابطہ فون: 6316638 042-6366638

دعائے مغفرت کی درخواست

☆ تنظیم اسلامی اسرہ پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے ملتزم رفیق ظفر اللہ خان کا بھتیجا انتقال کر گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر عطا فرمائے اور والدین کے لئے بچہ کو توشۂ آخرت بنائے۔

☆ پشاور سے تعلق رکھنے والے رفیق تنظیم ذاکر شاہ (حال کراچی) کے والد اور ملتزم رفیق طارق محمود شاہ کے چچا بقضائے الٰہی وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے بھی دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے رفیق تنظیم محمد راشد کے برادر نسبتی عظمت اللہ کا سڑک کے حادثے میں پنڈلی کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا ہے۔ اللہ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائیں۔ آمین

ایران نے سر نہیں جھکایا

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ایرانی حکومت کو 31 اگست کی ''ڈیڈ لائن'' دے رکھی ہے تاکہ وہ یورینیم کی افزودگی روک دے' مگر ایرانیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ایران کا اصرار ہے کہ بجلی بنانے کے لیے اپنے ایٹمی منصوبے کو جاری رکھنا اس کا حق ہے اور کوئی مائی کا لال اُسے ایسا کرنے سے نہیں روک سکتا۔ اس بات کا عملی مظاہرہ 26 اگست کو دیکھنے میں آیا جب ایرانی صدر احمدی نژاد نے ارک ہیوی واٹرری ایکٹر پروجیکٹ کے نئے فیز کا افتتاح کیا۔

امریکا' برطانیہ اور اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ ایرانی اپنے ایٹمی منصوبے کے ذریعے ایٹم بم بنانا چاہتے ہیں۔ تاہم تیل پیدا کرنے والے دنیا کے چوتھے بڑے ملک ایران کا کہنا ہے کہ اس کے ایٹمی منصوبے سے کسی کو حتیٰ کہ صیہونی ریاست کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ دکھائی دے رہا ہے کہ ایران یورینیم کی افزودگی 31 اگست تک نہیں روکے گا۔ سلامتی کونسل اس پر تجارتی و معاشی پابندیاں لگا رہی ہے مگر چین خصوصاً روس اس امر کا حامی نہیں کہ ایران پر پابندیاں لگائی جائیں۔ یاد رہے ایرانی اپنے ایٹمی ری ایکٹر روسیوں کی مدد ہی سے لگا رہے ہیں۔ چونکہ عالمی طاقتوں میں اتحاد نہیں' لہٰذا پابندیاں لگتے لگتے خاصا وقت گزر سکتا ہے۔ اگر زیادہ عرصہ لگا' تو یقیناً امریکا بہادر اپنی روایات کے مطابق تن تنہا ایران پر پابندیاں لگا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی دیکھا دیکھی برطانیہ اور چند دیگر پٹھو ملک بھی یہ قدم اٹھا سکتے ہیں' مگر عملی طور پر ان پابندیوں سے ایران کو زیادہ نقصان نہیں پہنچے گا۔

ایران کا ارک ہیوی واٹرری ایکٹر تہران سے 190 کلومیٹر دور جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ بھاری پانی (ڈیوٹریم آکسائیڈ) قدرتی پانی کی ایک قسم ہے جو اس سے 10 فیصد زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ یہ ری ایکٹر میں نیوٹرانوں کی توانائی کم کرنے میں کام آتا ہے۔ یہ ''حساس میٹریل'' ہے کیونکہ جس ملک کے پاس بھاری پانی ہو' وہ قدرتی یورینیم سے براہِ راست پلوٹونیم بنا سکتا ہے۔ اس طرح یورینیم کی افزودگی کی ضرورت نہیں پڑتی جو ایک پیچیدہ اور مہنگا عمل ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر ایرانی ایٹم بم بنا بھی رہے ہیں' تو کیا امریکی انہیں اس عمل سے روکنے کے مجاز ہیں؟ ہرگز نہیں' کیونکہ اسرائیل کے پاس کئی سو اور امریکا کے پاس کئی ہزار ایٹم بم موجود ہیں۔ انہیں پھر کیا حق حاصل ہے کہ وہ دوسرے ممالک کو ایٹم بم نہ بنانے دیں؟ کیا اس لیے کہ اس سے ان کی چودھراہٹ متاثر ہوگی۔ شاید اصل وجہ یہی ہے۔

سوڈانی تنظیموں کا انتباہ

سوڈان کی اسلامی تنظیموں نے خبردار کیا ہے کہ اگر دارفر میں اقوام متحدہ نے امن فوج بھیجی تو اس سے جنگ کی جائے گی۔ یاد رہے کہ 2003ء میں دارفر میں آباد غیر عربوں نے سوڈانی حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ حکومت انہیں نظر انداز کر رہی ہے۔ جواب میں حکومت نے عرب دستے تشکیل دے دیئے۔ متحارب گروہوں کی لڑائی ہوئی' جس میں ہزاروں افراد مارے گئے۔

امریکہ اور برطانیہ اب چاہتے ہیں کہ دارفر میں اقوام متحدہ کی بیس ہزار امن فوج تعینات کی جائے مگر سوڈانی حکومت اور اسلامی تنظیمیں اس اقدام کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ اسلامی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ اقوام متحدہ امریکی شہنشاہیت کا حصہ ہے' لہٰذا وہ سوڈان کو دوبارہ نوآبادی بنانا چاہتی ہے۔ اسی لیے اگر غیر ملکی فوج نے سوڈان کی سرزمین پر قدم رکھا' تو اس کے خلاف جہاد شروع کر دیا جائے گا۔

اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنا گھٹیا سازش ہے

بھارتی وزیراعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ نے کہا کہ اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑنا گھٹیا سازش ہے' کیونکہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے نام پر مسلمانوں کو ہراساں کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ بھارت کے مسلمانوں کی حب الوطنی پر شک کی گنجائش نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدرسہ تعلیم کو جدید ترین بنانے کی ضرورت ہے۔ اور اس مقصد کے لئے بھارتی حکومت بھرپور مالی امداد دینے کے لئے تیار ہے۔

مشرق وسطیٰ میں امریکی اثر و رسوخ میں کمی

تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حزب اللہ اور اسرائیل کی جنگ کے نتائج نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ مشرق وسطیٰ میں امریکی اثر و رسوخ تیزی سے کم ہو رہا ہے۔ جبکہ عراق کی صورتحال بش انتظامیہ کے خطے میں جمہوریت رائج کرنے کے نظریے کو مزید متنازعہ بنا رہی ہے۔ مشرق وسطیٰ اور باقی دنیا اب پہلے کی طرح امریکا کی پیروی نہیں کر رہی۔ عرب عوام امریکا کے اس خیال کو مسترد کر چکے ہیں کہ حزب اللہ ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔ لبنانی حکومت حزب اللہ کو غیر مسلح کرنے سے انکار کر چکی ہیں۔ جبکہ اقوام متحدہ کی کثیر ملکی فوج بھی اس کام کے لئے تیار نہیں۔

عراقی مجاھدین کو گرفتار کرنا بھت مشکل ھے

عراق میں اتحادی فوج کے کرنل مائیکل شیلڈز نے کہا ہے کہ عسکریت پسندوں کو گرفتار کرنا انتہائی مشکل اور کٹھن کام ہے۔ عسکریت پسندوں کا تعلق عوام سے ہے۔ وہ عوام میں گھل مل جاتے ہیں۔ اس وجہ سے سیکیورٹی اور تلاشی مہم کے دوران ان کا گرفتار کیا جانا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ امریکی اور عراقی افواج ہر گھر اور گلی میں اپنی تلاشی مہم جاری رکھے ہوئے ہیں۔

امریکہ افغانستان کو پاکستان کے مخالفین کا میدان بنا رھا ھے۔ گلبدین

افغانستان کے سابق وزیراعظم اور حزب اسلامی کے سربراہ انجینئر گلبدین حکمت یار نے کہا ہے کہ پاکستان امریکیوں کی کسی بھی خدمت سے منہ نہیں موڑتا۔ وقت آنے پر امریکی یہ نہیں دیکھیں گے کہ پاکستان نے حمایت کی تھی یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکا کی کوشش ہے کہ افغانستان کو پاکستان مخالفین کے لئے ایک سازگار میدان میں بدل دے۔ جو ملک ایک مضبوط عراق اور ایٹمی ایران کو برداشت نہیں کر سکتا وہ پاکستان کو اسلامی ایٹمی ملک کے طور پر کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ جب وقت آئے گا تو امریکی یہ نہیں دیکھیں گے کہ پاکستان نے افغانستان پر قبضے میں ہماری حمایت و تائید کی تھی یا نہیں۔ امریکا کے پاکستان سمیت اس پورے خطے میں اغراض و مقاصد و اہداف کچھ اور ہیں' جن کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔

لبنان کو غیر انسانی امداد کی ضرورت نھیں

لبنان کے سابق وزیراعظم سلیم الحواص نے کہا ہے کہ امریکی صدر نے لبنان کے لئے امداد کا اعلان کر کے لبنان کو خوش کرنے کی کوشش کی ہے' مگر لبنان کو اس غیر انسانی امداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم امریکی صدر کو اسرائیلی جنگی جرائم میں برابر کا شریک سمجھتے ہیں' کیونکہ امریکا ہی نے لبنان جیسے چھوٹے ملک کو تباہ کرنے کے لئے اسرائیل کو راکٹ' بم' طیارے اور جدید ٹینک فراہم کئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر لبنان حکومت نے امریکی امداد قبول کی تو لبنانی عوام اس کی شدید مخالفت کریں گے۔

alliance comes together and starts to rapidly develop, the rest of the impoverished world will see and quickly form their alliances. This is what happened in the Soviet Union when those 15 republics federated. This is why the West spent 70 years destroying them. No way could they let that federation succeed. The rest of the world would have seen and would have long ago broken itself free. The Economic Democracy gives all the reasons for their final collapse.

Dr. Smith's elaborate framework makes sense. It surely is one of the best alternatives proposed so far that can challenge the monopoly of present economic order. This is the best way to establish economic democracy (equality) and peace in the world. However, as Dr. Smith realizes, deliberate destabilization becomes destiny of the countries which try to break free. In the resource rich Muslim world in particular, taking the first step is the most difficult one. That is why we have dictators, kings, sheikhs and puppets sitting there to perpetuate de facto colonization that sustains inequality, deprivation, poverty. In Dr. Smith's words:

The war is on to install an "imperial democracy" in Iraq. But we must remember that the meaning of "democracy"—as used by imperialists—applies only to governments subservient to an imperial center "imperial centers of capital" . Puppet governments are as old as history but a "democratic" Muslim government suppressing Muslim interests and supporting Western interests is a contradiction in terms. What we are witnessing in Iraq is—as the threat of the world breaking free gets more and more imminent—America doing openly—under a cover story—what they had been doing covertly for 50 years.

Economic freedom of the colonized world is the real threat which the imperialists are feeling in particular. The open aggression breeds open resistance as well. Imperialist's control of puppet governments is now so well understood that even countries where external control of elections were once blatant—Venezuela, Haiti, Bolivia, and Chile "Bolivia" for example "Venezuela"—have thrown aside those puppets by the ballot. Muslims realize that the so-called war on terror is merely another excuse to consolidate puppets in the Muslim world to deprive Muslims of their resources and the right to self-determination and establishing a Muslim way of life. Establishment of interest-free economic system is one of the greatest fears of the imperialists. Interestingly, Dr. Smith has clear answers to the question as to how establishing an interest free economic system can be possible.

The growing realization that that America and its allies are obviously operating an empire in itself is the beginning of real liberation worldwide. Presently it seems impossible that weak and impoverished nations will defeat the military might of the U.S. and its allies. But Dr. Smith has a message of hope for them. For example, talking about South Asia, he writes in Economic Democracy: "As their enormous wealth and military might is based upon theft of the wealth of weak nations—and assuming America does not use its nuclear weapons to maintain its current fascist control of resources throughout the world—long before Southeast Asia reaches 50% equality the economies of America and Europe will collapse stock market crash."

The need for the impoverished nations is to understand the reality and prepare for a world liberated after more than 700 years of colonial rule. Instead of listening to Bush and his allies who, at best want to take us three days back in history, we need to understand the broader context of the ongoing violence and turmoil and come up with proper strategies at our respective levels.

Abid Ullah Jan's latest book, After Fascism: Muslims and the Struggle for Self-determination, has just been released.

Notes

[1] Associated Press, July 15, 2005. http://www.jpost.com/servlet/Satellite?cid=1150886000802&pagename=JPost%2FJPArticle%2FShowFull

[2] http://www.israelnationalnews.com/news.php3?id=107298

[3] Sami Moubayed, "It's war by any other name," Asia Times, July, 15, 2006. http://www.atimes.com/atimes/Middle_East/HG15Ak02.html

ICSSA Mailing List, Sign Up! for updates or Remove! from the list.

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے —— زیر اہتمام

قرآن کالج

191۔اتاترک بلاک
نیوگارڈن ٹاؤن' لاہور
فون:5833637

علمِ دین اور فکرِ حاضر کے امتزاج کی ایک منفرد کوشش

خصوصیات:

عربی اور انگریزی کی پختہ اساس — قرآن کے انقلابی فکر کا تعارف
تفسیر' حدیث اور فقہ کے اصول — اور ان کے ساتھ ساتھ
جدید سیاسیات اور اقتصادیات کا گہرا فہم!

(نوٹ) ایف اے سال اول میں داخلے شروع ہیں

ڈاکٹر اسرار احمد
صدر مؤسس' مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
36K۔ماڈل ٹاؤن' لاہور (فون:3-5869501)

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 32

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Go back Seven Centuries, not just Three Days in History

For the lives of a few Israeli soldiers, Gaza and Lebanon are on fire. Dozens are dying every day but Bush says, "In my judgment, the best way to stop the violence is to understand why the violence occurred in the first place and that's because Hizbullah has been launching rocket attacks out of Lebanon into Israel and because Hizbullah captured two Israeli soldiers."[1] Canadian prime minister says, "I think Israel's response under the circumstances has been measured."[2] Learn more about this book

The circumstances they are looking at are not even a full week ago when Israeli soldiers were engaged by Hizbollah on July 12, 2006, inside Lebanon's territory.[3] This is just one example of how violence and terrorism is justified when conducted by anyone of the trio or terrorism: The U.S., U.K. and Israel. Lives of Israeli soldiers is precious than the hundreds who are dying daily at the hands of Israel. Israel has the right to defend itself even if it soldiers are captured or killed in Lebanese territory, but sovereign Iraq and Afghanistan have no right to defend themselves from the occupiers who waged the war on the basis of lies.

Deaths of the thousands of Iraqi soldiers as a result of an illegitimate war of aggression are not even counted. Complete decimation of the armed forces of Iraq is considered legitimate and justified. Similarly, destroying Lebanon is a "measured response" because of what happened in the last few days.

Just three days. This is how far Bush and his allies can go back in history to justify Israeli aggression. The failure to putting history in perspective is one of the root causes for mainstreaming fascism today. However, all people are not blind all the time. There are scholars and researchers, who are keeping an eye on the bigger picture and looking closely into finding out why the violence doesn't come to an end around the world. J.W. Smith is one of those great scholars who explore the roots of modern day imperial fascism. The seventh book from the pioneer of the Institute for Economic Democracy is titled: Economic Democracy: A Grand Strategy for World Peace and Prosperity. We often hear that the U.S. wars are for oil, resources and Israel. Nevertheless, there are very few who can go beyond the pipeline theories to understand the history of tyrannical imperialism of our age. And there are even more few people who propose an alternative economic order to the prevailing exploitative economic system, defending which has become the core objective of the upcoming Greater War. J. W. Smith is one of those rare souls.

Twenty-four years of deep study led J. W. Smith to the conclusion that the foundation of the current monopoly economic structure is capitalism's exclusive titles to nature's wealth evolving from aristocratic exclusive titles. If one wishes to go back in history to understand the roots of violence, one has to read Mr. Smith, who takes his readers back by seven centuries, not just three days, to show that the present day western societies have evolved from plunder-by-raids to plunder by trade. He shows how Adam Smith free trade was specifically designed to entrench this system of laying claim to others wealth. To protect the same system, we see de facto colonization in full swing in former colonies, which never became achieved independence in real sense.

The myth of Al-Qaeda, the fear of the Taliban, the rancid notions of Islamism and Islamists, the weapons of mass destruction of Saddam Hussein, the non-existent nuclear weapons of Iran and the protection of Israel are all ruses to protect the present day economic order serving a few global elites and power brokers. Mr. Smith explains in his work that for all the past 700 to 800 years each law was put in place to protect wealth and power of the select few. How else could it be, they were the only ones making the laws? Establishment of the United Nations in the twentieth century and declaration of the so-called war on terrorism in the twenty-first century are little more than ensuring the unequal power positions and unjust rule of law the imperialists were putting in place since a long time.

Mr. Smith helps us get our mind around it all. His research makes one realize that the entire history, economics, political science, and other soft sciences and military forces are there only to protect the status quo of the colonial system of theft. The media, academia, art and military, every thing is used to push upon the same unjust economic order on the rest of the world. This is a grand colonial scheme that sustains on promotion of more exploitation of the week.

J. W. Smith's research exposes classical economics as only justifications for a system of theft, called rule of law, that Western powerbrokers spent more than 700 years putting in place. Dr. Smith looks deeply within belief systems protecting the power structure and its stolen wealth and concludes the debris of centuries of custom and law are the barriers preventing Western societies from evolving into peaceful and far more productive societies.

Once one realizes that, one does not have to be a genius to understand Bush and his allies' real objectives behind the wars and occupations. Interestingly, Dr. Smith has put together a framework for the occupied, colonized and impoverished world to break lose from the deadly grip of the colonialist order. An understanding of the suppression, theft and related process provides the answers.

In Dr. Smith's view, once a large enough bloc has allied together, the Muslim world and other alliances can create their own money to build their economic infrastructure and industries. The present economic order has enslaved the world. The basic step will be to do the opposite of what the colonized are told to do. The massive wealth the resources of the impoverished will be bringing in will boost alliance along. Once the first